وصیت مُقدَّس

گمراہی سے بچانے والی تحریر

سید احمد الحسن علیہ السلام

جمع آوری و تعلیق

علاء سالم

نام کتاب	وصیت مقدّس، گمراہی سے بچانے والی تحریر
نویسندہ	احمد الحسن علیہ السلام
مترجم	گروہ مترجمان انتشارات انصار امام مہدی علیہ السلام
طبع اول	جولائی 2019
ھدیہ	اللھم صلّ علی محمد و آل محمد الائمہ و المھدیین و سلّم تسلیما کثیرا

دعوت مبارک سید احمد الحسن علیہ السلام، یمانی موعود کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے لے لیے نیچے دی گئی ویب سائٹ پہ رجوع کیجیے

www. almahdyoon.org

مکتب سید احمد الحسن یمانی علیہ السلام کا ایڈریس: نجف، مقابل منتدی النشر

فون نمبر: 078002235092

مکتب نجف کا ایمیل ایڈریس: najafoffice24@ almahdyoon.org

سید احمد الحسن علیہ السلام کا فیس بوک پیج ایڈریس

https://m.facebook.com/Ahmed.Alhasan./10313

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مطالب

مقدمہ 5

اس کتاب کی کہانی.. 12

پہلا سوال: 15

جواب:.. 15

دوسرا سوال:.. 38

جواب.. 38

خلاصہ کلام.. 47

ملحقہ کا سوال.. 49

ملحقہ نمبر1 51

ملحقہ نمبر2.. 66

ملحقہ نمبر3.. 75

آخری کلام: 88

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین، وصلی اللہ علی محمد وآلہ الائمۃ والمھدیین وسلم تسلیماً

شاید ضروری ہو کہ ہم اس کتاب کی اہمیت کے بارے میں کچھ روشنی ڈال دے؛ وہ کتاب جس میں سید احمد الحسن علیہ السلام عترت پاک کی نسل کے باقی ماندہ کے دو جوابوں پر مشتمل ہیں، اور ویسا ہی (ان کے) اس مضبوط علم کی تاکید کریں جس سے ہدایت ملتا ہے اور نور کو اپنے منبع سے دریافت کیا ہے یہ کتاب، اھل بیت کریم کے آثار میں سے ایک اثر اور مخلوقات کے اماموں کے (علم کے) سمندر میں سے ایک حصہ ہے؛ وہ ہستیاں جن سے وہی چیز صادر ہوتی ہے جس سے لوگوں کو زندہ کرتا ہے اور ان کی غلط فہمیوں کو دور کرتا ہے؛ وہ بھی صرف اس جہت سے کہ «وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ» (اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کرو) اور حق طلبوں کو ھدایت کرنے اور بے خبروں کی آگاہی اور یاد دلانے کے لیے شدید لگاؤ کی وجہ سے، ورنہ سورج ہمیشہ پاک و روشن ہے، اگرچہ ان کی اچھائیاں - مشہور کہاوٹ کے مطابق - بیمار فرد کو برا لگے۔[1]

اس کتاب میں، سید احمد الحسن علیہ السلام وصیت نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدور اور دلالت کو مختصر جوابوں سے بیان فرمایا جو کہ برھانوں اور قطعی دلیلوں اور واضح کرنے والے نور سے پُر ہیں اور یہ مومنین کی راہ کو روشن اور کینہ توز حاسدوں کو تاریک کرے گا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: «وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَـذِهِ إِيمَاناً فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُواْ فَزَادَتْهُمْ إِيمَاناً وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ* وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْساً إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُواْ وَهُمْ كَافِرُونَ»[2] (اور جب کوئی سورہ نازل ہوتا ہے تو ان میں سے بعض یہ طنز کرتے ہیں کہ تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ ہوگیا ہے تو یاد رکھیں کہ جو ایمان والے ہیں ان کے

---

[1] - عربی شعر کی طرف اشارہ ہو رہا ہے (مترجم)

[2] - توبہ، 124 و 125

ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ خوش بھی ہوتے ہیں اور جن کے دلوں میں مرض ہے ان کے مرض میں سورہ ہی سے اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ کفر ہی کی حالت میں مر جاتے ہیں)

ہم کس امید سے، اس بلند قلعہ کے سامنے کلام کر دے جو دوسروں سے بے نیاز ہے لیکن سب اس کی محتاج ہیں! اندھیرا سے فایدہ اٹھانے کا کیا سود وہ بھی خورشید تابان کے محضر میں؟!

مجھ سے یہ کہا گیا کہ جانبی مطالب اور ان چیزوں کے بارے میں جو وصیت مقدس ان سے بے نیاز ہے اور صرف ان افراد کی منہ بند کرنے کے لیے لایا ہے جو نادانی اور دشمنی کی وجہ سے سند وصیت کی صحت پہ طعنہ مارتے ہیں اور اشکال کرتے ہیں، مطالب پیش کر دوں.

اس بات پہ توجہ کرنا چاہیے کہ اس افراد (رجالیوں) کے لیے ثابت ہو چکا ہے کہ حتی اگر سند روایت کی صحت ثابت ہو جائے، اس روایت کے قطعی الصدور ہونے کی دلیل نہیں، بلکہ زیادہ سے زیادہ سند صحیح کا ثمرہ یہ ہے اس روایت کے ظنی الصدور ہونے کی حصول ہے؛ اس پر صرف فقہ (اور احکام) میں عمل کر سکتے ہیں نہ کہ عقاید میں! حتی کبھی اگر روایات کا سند صحیح ہو، لیکن اس روایت کا متن نا معلوم یا کم ہونے[1] کی وجہ سے، اس خبر یا روایت پر عمل نہیں کرتے ہیں... اسی لیے، صحت سند کا مسئلہ، عقاید میں اصلی مسئلہ نہیں، کیونکہ عقاید میں حصول علم یعنی قطع و یقین کے حصول، شرط ہے اور جیسے کہ بیان ہوا یہ قطعیت صحت سند کے واسطہ حاصل نہیں ہوتا ہے. قطع و یقین حاصل ہونے کے لیے دو اصلی راستے موجود ہیں جو کہ درج ذیل ہیں: «تواتر» اور «قرائن صحت». تواتر خود دو شاخوں پہ منقسم ہو جاتا ہے: تواتر لفظی اور تواتر معنوی؛ یہ دونوں، لفظ خبر یا اس کی معنی کے قطع و یقین ہونے کا سبب بنیں گے. اگر ہم چاہے عقاید کی روایات کے صحت صدور کے بارے میں بات کرے، تو ہمیں چاہیے اس دلیل کے بارے میں بات کریں جس پر اتکا اور عمل کرنے سے اعتقادی مسئلہ میں سکون حاصل ہو جائے، لیکن وہ راستہ جس میں ظن اور گمان کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں (یعنی وہی صحت سند کا مسئلہ) سودمند نہیں، کیونکہ صرف صحت سند کے حصول ہمیں مقصد تک نہیں پہنچائے گا. نتیجتاً، اس طرح کے مسائل کے لیے ان طریقوں کا استعمال ہوں گے جو مسئلہ کو قطع و یقین تک پہنچاتے ہیں اور یہ وہی تواتر اور قرائن صحت ہیں.

---

[1] - نکارة او شذوذة

پوشیدہ نہیں کہ روایت «وصیت» کا موضوع عقاید میں سے ہے اور اسی لیے وہی طریقہ استعمال ہوں گے جس سے عقاید ثابت ہوتی ہیں نہ وہ راستے جو اسے ثابت کرنے کے لیے کارآمد نہیں. ان طریقوں کی طرف جانا جسے قطع و یقین حاصل نہیں ہوتے، (یہ دراصل) بات کو بغیر کوئی فائدہ حاصل ہوئے لمبی کرنے کی مترادف ہے اور علمی جہت سے بحث کو غلط سمت کی طرف لیکر جاتا ہے. روایت وصیت «متواتر معنوی» ہے اور ایسے قرائن موجود ہے جو کہ رسول اللہ حضرت محمد ﷺ کی جانب سے اس روایت کے قطعی الصدور ہونے کا نتیجہ اخذ ہوتا ہے، دوسری عبارت میں: روایت وصیت کے بارے میں اثبات قطع و یقین کے لیے دو طریقے موجود ہیں. جو کہ تواتر و قرائن صحت ہیں؛ اسی لیے، وصیت، صحت سند کے محتاج نہیں، کیونکہ قطعیت کے حصول کے بعد، ظن تک پہنچنے کے لیے کوئی بحث کی ضرورت نہیں؛ حتی ظن کے بارے میں بحث کرنا اس بات میں جہالت اور بے راہروی کے علاوہ کچھ نہیں. تواتر معنوی وصیت اور اس میں موجود قراین کے بارے میں تفصیلی بیان اس مختصر بحث میں پورا نہیں ہوگا جو بھی شخص اس بارے میں تحقیق کرنا چاہتا ہے درج ذیل کتابوں سے رجوع کریں «وصیت و وصی احمد الحسن علیہ السلام» اور «دفاعی از وصیت» اور «یاری وصیت» اور «چہل حدیث مھدیین ارو قائم کی اولاد کے بارے میں».

دوسری اہم بات یہ ہے کہ خبروں ارو روایات کی تقسیم کا موضوع ان کے راویوں کی صفات کے زاویہ سے «صحیح، حسن، موثق اور ضعیف» پہ صرف خبر واحد بغیر قرینہ ہے؛ یعنی خبر متواتر یا وہ خبر جو قراین رکھتا ہے. اس چارگانہ تقسیم بندی میں شامل نہیں اس دلیل کے ساتھ کہ وہ خبر جو قراین کے ساتھ ہے، اس کی قطعیت قراین سے ملا ہے نہ سند سے اور ویسے ہی خبر متواتر، اپنے قطعی الصدور ہونے کو اپنے راویوں کی کثرت کی وجہ سے حاصل کیا ہے نہ سند سے: اس لیے جو تواتر و قراین سے حاصل ہوتا ہے، زیادہ قوی ہے بہ نسبت یہ کہ جو سند صحیح سے حاصل ہوتا ہے اور ہر وہ چیز جو سند سے حاصل ہوتا ہے، اس چیز سے زیادہ، تواتر و قراین سے حاصل ہو جاتا ہے.

حر عاملی (رحمۃ اللہ) کہتا ہے: «اصولیوں اس بات پر متفق ہیں کہ (چارگانہ خبروں کی) تقسیم خبر واحد و بغیر قرینہ ہے اور ہماری مشہور کتابوں کے خبریں، قراین کے ساتھ ہیں...». [1]

[1] - خاتمۃ الوسایل، ص 102.

اور شیخ طوسی (رحمۃ اللہ) کہتا ہے: «... اسی دلیل سے کہ اگر یہاں ایسا موضوع ہو جو کہ اس اعتبار کی صحت کی دلیل ہو، یہ اعتبار قراین کے ذریعہ سے ہے جو کہ علم و یقین کا سبب بنتا ہے ...»[1] اس کے بعد کہ بہت ساری کتابوں میں، مضمون وصیت کے تواتر اور وصیت کو قراین کے ساتھ ہونے کو ثابت کر دیا، اس نتیجہ تک پہنچتے ہیں، جو شخص سند وصیت مقدس کی درخواست کرتا ہے وہ یا نادان ہے یا اپنے آپ کو جان بوجھ کر نادان بنا رہا ہے اور اس کا مقصد فریب کاری ہے؛ ناداں شخص کو چاہیے بولنے سے پہلے اپنے حد اور حدود کا اندازہ لگا دے اور جو فرد اپنے آپ کو نادان بنایا ہوا ہے اور لوگوں کو فریب دینا چاہتا ہے، جو مطالب ہم نے بیان کیا وہ شخص جانتا ہے لیکن اس کے باوجود بغض رکھتا ہے اور حسد ورزی کرتا ہے اور ضدیت اور دشمنی کرتا ہے؛ دوسروں کو چاہیے اس کے لیے دلیل لائے اور «درایۃ الحدیث (حدیث شناسی) کی کتابوں میں جو مطالب موجود ہیں اور وہ شخص اس مطالب پہ پابند ہے، (اس مطالب کے بارے میں) اس شخص سے سؤال کریں؛ وہ مطالب جو اس فن کے متقدمین، متاخرین اور معاصرین ان پہ اقرار اور اعتراف کرتے ہیں.

پہلا مرحلہ میں خبر دو شاخیں «قطعی الصدور» اور «ظنی الصدور» ہونے پہ منقسم ہوتا ہے قطعی الصدور «خبر متواتر» اور «خبر مقرون» (خبر جو قراین کے ساتھ ہے) پہ منقسم ہوتا ہے. جو کہ دونوں قسموں پہ قطع اور یقین حاصل ہوتا ہے اس کے بغیر کہ ان کے سند میں کوئی دقت کی ضرورت ہو. ظنی الصدور جیسے کہ پہلے بیان ہوا راویوں کے نسبت چار قسموں پہ منقسم ہوتا ہے. جیسے کہ علم درایہ میں بحث ہوا؛ رجال سند کی حالات اور صفات کے بارے میں بحث، خبر کے ظنی الصدور ہونے پہ کیا جاتا ہے نہ قطعی الصدور کے خبر پہ!

اس لیے سنت نبوی ﷺ اور اھل بیت علیہم السلام کے بارے میں حکم دینا، معین معیار پر، خود یہ معیار اور میزان کو چاہیے صاحب شرع سے نشأت لیا گیا ہو (پیدا ہو) نہ کے ہواوں اور مخالف اور متناقض شخصی نظرات کے بنا پر جس میں غلط معیار اور وہم اس میں نفرت آمیز طور پہ بہت زیادہ ہے. کامل دین، اگر ناقص عقلوں والے افراد کی محتاج ہو تاکہ وہ دین کے لیے، قانوں یا قبولیت یا ردّ احادیث کے لیے راستہ کا تعین کرے، کامل نہیں! ان میں سے ایک گروہ ایک معین طریقہ پہ اعتماد کرتے ہوئے سوواں یا ھزاروں احادیث کو صحیح قرار دیتے ہیں، جبکہ دوسرے گروہ، اس طریقہ سے مخالف ہیں اور اس احادیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں یا ان کو ترک کرتے ہیں. علمای رجال کا ایک گروہ راویوں کا ایک گروہ کو موثق اور معتمد سمجھتے ہیں اور ان کے تمام روایات کو قبول کرتے

---

[1] - قواعد الحدیث، ص 23.

ہیں خواہ احادیث عقیدہ سے منسلک ہو یا فقہ سے، اخلاق کے بارے میں ہو یا سیرت کے بارے میں، جبکہ دوسرے گروہ، اس سے مخالفت کرتے ہیں اور ان راویوں کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور نتیجتاً ان عقیدتی، فقہی روایات... کو رد کرتے ہیں! اسی طرح دین اور اس کے صاحب دوسروں کے ذریعہ محکوم ہوتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ ان کی میراث علمای رجال کے ذاتی نظریات اور ھواوں کے درمیاں اور ان کے اختلافات کی وجہ سے غارت ہو جاتے ہیں.

کوئی بھی فرد جو رجال کے اصلی کتابوں کے بارے میں جانتا ہے، اس اختلافات کے بارے میں آگاہ ہو جاتا ہے، حتی نجاشی اور شیخ طوسی کے مابین! ان میں سے ایک بعض رجال کی توثیق کرتا ہے اور دوسرا اسی افراد کو ضعیف قرار دیتا ہے. حتی علمای رجال کا ایک ہی فرد کے باتوں میں تناقض پایا جاتا ہے، اس طرح کہ اپنے ایک کتاب میں، کسی فرد کی توثیق کرتا ہے جبکہ دوسری کتاب میں اسی فرد کو تضعیف کرتا ہے؛ مثال کے طور پر «قم والے» ہر اس فرد کو ضعیف قرار دیتے ہیں جن کی روایات جایگاہ ائمہ علیہم السلام اور ان کی شبیہ ہر چیز کے بارے میں ان (قمیوں) کی اعتقاد کے خلاف ہو اور وہ ان راویوں کے خبروں کو رد کرتے ہیں اگرچہ ہزاروں خبر تک جا پہنچے؛ لیکن ان (قم والوں) کے بعد جو افراد آئے، قم والوں کے طریقہ میں غلطیاں ان کے لیے واضح ہوگئے اور یہ کہ یہ راویاں ثقہ ہیں اور ان کی روایات پہ اعتماد ہونا چاہیے. اسی طرح ہوتا ہے کہ روایات ذاتی نظریات اور ھواوں کے زد میں آتے ہیں اور یہ سبب بنتا ہے کہ کبھی ان کے ھزاروں (حدیث) رد ہو جائے اور کبھی قبول ہو جائے!

اللہ تعالی فرماتا ہے: «وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللّهِ لَوَجَدُواْ فِيهِ اخْتِلاَفاً كَثِيراً»[1] (اگر (یہ قرآن) غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف ہوتا)

وہ رجالی اصول جس کے ذریعہ میراث آل محمد علیہم السلام کے بارے میں حکم کرتے ہیں. کہاں ہے؟ رجال کی اہم ترین کتابیں تین ہیں: فہرست نجاشی، فہرست طوسی یہ دونوں کتابیں میں مولف راویوں اور کتابوں کے مصنفوں کے ناموں کا ذکر ہیں اور تمام راویوں پر مشتمل نہیں. تیسری کتاب، رجال طوسی «کتاب طبقات» ہے جو کہ کچھ کم جگہوں کے علاوہ، جرح اور تعدیل (مجروح کرنا اور عادل قرار دینا) کو بیان نہیں کیا ہے؛ در حقیقت یہ اہم ترین رجالی کتابوں میں، صرف راویوں کے کچھ کم تعداد کو چھان بین کیے ہیں. عصر حاضر کے رجالی مستدرکات میں افراد کی تعداد پندرہ ھزار تک جا پہنچے ہیں جبکہ «معجم رجال الحدیث» سید خوئی اور «مستدرکات علم رجال

---

[1] - نساء، 82

الحدیث» شیخ نمازی اور تمام رجالی کی اہم کتابوں میں، ان تمام افراد کی تعداد جو کہ جرح و تعدیل ہوئے ہیں ،ھزار تک نہیں پہنچتے ہیں! جو شخص تفصیلی طور پہ اس کے منابع اور ان کی تعداد کو جاننا چاہتا ہے، کتاب «یاری وصیت»[1] پہ رجوع کریں.

درحقیقت جرح و تعدیل کے لیے اصلی کتابیں جس پر اعتماد کرسکے اور جس کے واسطہ تمام راویوں کے نسبت حکم کرسکے موجود نہیں تا اس ترتیب سے ہر وہ راوی جو ان اصلی کتابوں میں مذکور نہ ہو ضعیف یا مجھول شمار کیا جائے. حتی وہ جرح و تعدیل جو طوسی اور نجاشی کی کتابوں میں موجود ہیں، یا کہ اجتہاد اور ذاتی نظریہ کے بنا پر ہے یا کسی دوسرے فرد سے نقل کلام کرنے پہ؛ جبکہ محض اجتہاد پہ ان پر اعتماد اور اس سے استدلال نہیں کرسکتے ہیں اور نقل کرنا بھی سند کا محتاج ہے اور رجال سند کی توثیق اور چھان بین کرنا چاہیے جبکہ تمام مطالب جو رجال طوسی اور رجال نجاشی کی کتابوں میں موجود ہیں ان کا سند نہیں، مگر ان کے کچھ کم تعداد کا. اسی لیے، علم رجال، رجال کے بغیر ہی رہ جاتا ہے اور نتیجتاً بحث کرنے کی قابل نہیں.

ان تمام مطالب کے برعکس جو کہا گیا اپنی جگہ سے ہٹ کر اگر سند وصیت کو علم بیھود رجال کے ذریعہ ثابت کرنا چاہے تو میرزای نوری کی گواہی، کتاب «نجم الثاقب» میں سند وصیت کا معتبر ہونے کے بنا پر ہمارے لیے کافی ہے؛ جہاں وہ کہتا ہے: «شیخ طوسی سند معتبر کے ساتھ ایک خبر کو نقل کرتا ہے جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کے بعض وصیتوں کا ذکر ہیں جو آنحضرت اپنی وفات کی رات امیر المومنین علیہ السلام کو فرمایا. اس کے ایک حصہ میں انھوں نے فرمایا: «جب ان (بارھواں امام علیہ السلام) کی وفات کا وقت آئے، وصیت کو اپنے بیٹے کے حوالہ کردے جو کہ پہلے مقربین میں سے ہیں۔۔۔ روایت کے آخر تک»[2]

راویوں وصیت کی توثیق اور مدح کی شرح «یاری وصیت» (انتصاراًللوصیة) کی کتاب میں تفصیلی طور پر بیان کیا گیا ہے اور جو شخص زیادہ تشریح کے خواھاں ہو اس کتاب سے رجوع کرسکتا ہے.

آخری نتیجہ: روایت وصیت، تواتر معنوی اور قراین کے کچھ تعداد موجود ہونے کی وجہ سے قطعی طور پر رسول اللہ حضرت محمد ﷺ سے صادر ہوا ہے (قطعی الصدور ہے)؛ قراین کے اہم ترین، قران کریم اور سنت پاک رسول اللہ حضرت محمد ﷺ اور ان کے اھل بیت پاک علیہم السلام سے وصیت کی موافقت ہے؛ اسی دلیل سے،

---

[1]- انتصاراًللوصیة

[2]- نجم الثاقب، ج 2، ص 71.

وصیت صحت اور علم رجال کے ذریعہ پاک ہونے سے بے نیاز ہے، کیونکہ اللہ اور ان کے رسول ﷺ اور ائمہ پاک علیہم السلام کے ذریعہ نیک اور پاک کیا گیا ہے.

والحمد للہ رب العالمین

شیخ ناظم عقیلی

[1] 20 October 2012

[1] - 4 ذی الحجہ 1433

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین، وصلی الله علی محمد وآله الائمة والمهدیین وسلم تسلیماً

اس کتاب کی کہانی

ہمارے دور میں، کچھ افراد کی فریاد وصیت مقدس رسول اللہ ﷺ کے خلاف بلند ہو چکا ہے، یہاں تک کہ علم کے کچھ مدعیوں نے اتنے جرات کر کے وصیت کو اس طرح وصف کیے ہیں جو غیر تمند فرد، سید مخلوقات اور دین الہی کی نسبت شرمندہ ہو جاتا ہے. یہ تمام مسائل آل محمد علیہم السلام کے محضر میں پیش آیا، اس کے بعد کہ اسی دور میں اپنی عظیم دعوت الہی کو شروع فرمایا اور اپنے بیٹے –یمانی آل محمد ﷺ– اس سے استدلال کیا. یہ بات ہمیں آغاز اسلام میں حضور ﷺ کے محضر میں کچھ لوگوں کے فریاد اور بے ادبی کی یاد دلاتا ہے؛ «رزیہ الخمیس» (جمعرات کا المیہ) مصیبت بار واقعہ۔

دونوں گروہ کے افراد کا مقصد ایک ہی ہے: لوگوں کے اذھاں میں تشویش پیدا کرنا تا اوصیا کی دلیل کو پست اور خوار کر دے تا آخر کار، اپنے شیطانی مقصد کو محقق کرے جو لوگوں کو اللہ کے دین اور آل محمد علیہم السلام سے پیروی کرنے سے دور کرنا ہے اگر ان کا مقصد (حضور ﷺ کے محضر میں) فتنہ کو وجود میں لانے سے لوگوں کو بارہ اماموں کا پہلا امام یعنی امام علی علیہ السلام کی ولایت اور اطاعت سے روکنا تھا، آج بھی اس فتنہ گروں کا مقصد، لوگوں کو بارہ مھدیین کا پہلا امام یعنی امام احمد علیہ السلام کی ولایت اور اطاعت سے روکنا ہے، تا اس کے بعد، کلی طور پر امت محمد ﷺ سے چوری کرنا اور خاص طور پہ اھل بیت علیہم السلام کی پیروی سے (روکنا)، فقہاء سوء اور ان کے اسپیکروں کی طرف سے، اپنی امیال اور شھوتوں کو تایید اور پورا کرنے اور آلودہ دنیا پہ طمع کرنے کے ساتھ جاری وساری رہے. اسی دلیل سے یہ لوگ محمد ﷺ سے نہیں اور محمد ﷺ ان سے نہیں، بلکہ یہ لوگ فتنہ وآشوب کا نتیجہ ہیں؛

حضور ﷺ نے فرمایا: «وكيف تهلك أمة أنا أولها و اثنا عشر من بعدى من السعداء وأولى الألباب، والمسيح عيسى بن مريم آخرها، ولكن يهلك بين ذلك نتج الهرج ليسوا منى ولست منهم».[1] (اور کیسے

---

[1] -1 خصال صدوق: ص476

ایک امت ھلاک ہو جائے گی، جبکہ میں ان کا پہلا اور بارہ افراد میرے بعد سعاد تمندوں اور عقل کے صاحبان میں سے اور مسیح علیہ السلام (عیسی بن مریم) ان کے آخر میں ہوں گے، لیکن وہ افراد جو فتنہ و آشوب کے نتیجہ میں ہیں، ان کے درمیان ھلاک ہو جائیں گے؛ وہ مجھ سے نہیں اور میں سے نہیں ہوں)۔

«یھلک بین ذلک» (ان کے درمیان ھلاک ہو جائیں گے)؛ یعنی ایک دورہ بارہ اماموں کے دوران اور علی الخصوص بارھواں امام علیہ السلام کی غیبت کے بعد اور آغاز دعوت مسیح علیہ السلام آخر الزمان میں: وہ دعوت جو امام مھدی علیہ السلام کی جانب سے لوگوں کی طرف ان کے وصی، رسول اور یمانی کو بھیجنا اور عظیم دعوت الٰہی کو آغاز کرنے سے محقق ہو جاتا ہے. «نتج الھرج» (فتنہ و آشوب کا نتیجہ) یعنی گمراہ علما کا فتنہ.

قطعی طور پر انسان کی ھلاکت کی نشانیوں میں سے ایک اور فتنہ و آشوب کے نتیجہ پہ وصف ہونے میں یہ ہے کہ فرد اپنے آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد علیہم السلام سے منسوب کرتا ہے لیکن اس حال میں، وصیت مقدس کی نسبت جرات کرتے ہوئے اسے اس اوصاف کی مانند (مثلًا) بوڑھیوں کے کلام، کلام فاسد یا بیھودہ باتیں.... اور اس کی مانند وصف کرتا ہے، وہ کلمات جس کی غلاظت کی وجہ سے عرش الٰہی ہلتا ہے؛ جبکہ وصیت ایسا ذخیرہ اور نشانی ہے جو اپنے صاحب کو غلطی سے روکتا ہے اور عین حال میں، وصیت متواتر معنوی ہے اور دسیوں قرانی، روایی حتیٰ عقلی قراین کے ساتھ ہے، اور یہ اس فرد کے لیے جو یہ کتاب کی مطالعہ کرے، واضح ہو جائے گا.

جب ان لوگوں کی عاقبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طرد (دور) ہونا اور گمراہی تھی، اس افراد کی عاقبت بھی توبہ نہ کرنے کی صورت، ایسا ہی ہوگا؛ اسی لیے جو فرد ھدایت اور نجات کی درخواست کرتا ہے، اس کے پاس اس راستہ کے سوا کوئی نہیں کہ اس چیز کو تھام لے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابد تک گمراہی سے بچانے پہ وصف فرمائے ہیں اور ویسا ہی وصیت مقدس، اللہ اور ان کے خلفاء کے ہاں ایک عظیم مقام کا حامل ہے. یمانی آل محمد علیہ السلام اور ان کے انصار، کچھ کتابوں میں، وصیت، اس کے مقام، اس کے قراین اور اس سے استدلال کرنے کے طریقوں کو واضح کیے ہیں اور ان اشکالات کو جواب دیئے ہیں جو وصیت کے خلاف بیان ہوئے ہیں اور یہ دعوت مبارک یمانی کی ویب سائٹ میں نشر کیا گیا ہے اور موجود ہیں.

یہ مفید کتاب جو آپ کے سامنے ہے، وصیت مقدس کے حوالہ سے امام احمد الحسن علیہ السلام کے دو جوابوں پر مشتمل ایک کتاب ہے. یہ دو جوابیں، ان کے باقی شریف جوابوں کی مانند، واضح اور صریح حقیقت پر مشتمل ہیں، جو کہ کوئی بھی مؤمن اس کا منکر نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ حلقہ مومنین سے باہر ہو؛ اللہ کی پناہ ہو!!

طالبان حق کی منفعت پہنچانے اور ان کی ھدایت اور بعض افراد کے بیھودہ بہانے دور کرنے کے لیے میں (علاء سالم) بعض عبارتوں کو مختصر تشریح کے ساتھ اضافہ کیا ہے. تین ملحقات کتاب کے آخر میں اضافہ کیا جس میں بعض روایات مذکور ہیں جو وصیت تحریر کرنے پہ تاکید کرتی ہیں اور دوسری جہت سے وہ روایات مذکور ہیں جو روایت وصیت کے تواتر معنوی کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو مھدیین اوصیاء اور علی الخصوص ان کا پہلا مھدی علیہ السلام کے بارہ میں ہیں.

رب کریم سے مغفرت اور بخشش کی طلب اور صاحب وصیت مقدس سے قبولیت اور رحم اور ان کے بیٹے احمد مظلوم علیہ السلام سے دعا اور شفاعت کا تقاضا کرتا ہوں اس بندہ کے لیے جو رب اور ان کے اولیاء کے حق میں زیادہ روی اور اسراف کیا ہے.

15 ذی القعدہ 1433

علاء سالم

مترجم

1 June 2019

پهلا سوال:

السلام علیکم و رحمت الله و برکاته

اللهم صل علی محمد و آل محمد الائمة و المهدیین و سلم تسلیما کثیرا

«وَ لَوْ نَشَــاءُ لجعَلْنَا مِنكم مَّلَئكَةً فِي الْأَرْضِ يخلُفُونَ؛ الزخرف، 60» (اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے قرار دیتے جو کہ زمین میں خلافت کرتے)

اس آیہ کا کیا معنا ہے؟ کیا مہدی (ع) کے اصحاب یا مھدیین سے مربوط ہے؟

جواب:

بسم الله الرحمن الرحیم

و الحمد لله رب العالمین و صلی الله علی محمد و آل محمد الائمة و المهدیین و سلم تسلیماً کثیراً

«وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِــدُّونَ* وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِــمُونَ* إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلاً لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ* وَلَوْ نَشَــاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ* وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّــاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ»[1] (اور جب مریم کے بیٹے (عیسی ﷣) کا حال آپ کی قوم کے لیے بیان کیا گیا تو تمہاری قوم کے لوگ اس سے چلا اٹھے اور کہنے لگے کہ بھلا ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسی؟) انھوں نے یہ بات بیان کی ہے تو صرف جھگڑنے کو. حقیقت یہ ہے یہ لوگ (آپ سے) صرف جھگڑا کرنے والے تھے وہ عیسی ﷣ ایک بندے تھے جن پر ہم نے نعمتیں نازل کیں اور انہیں بنی اسرائیل کے لیے اپنی قدرت کا ایک نمونہ قرار دیا اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے قرار دیتے جو کہ زمین میں خلافت کرتے اور یہ الہی (خدا کے طرف سے) قرار دینا علم ہے اس گھڑی (قیامت صغری) کے لیے. اس میں شک نہ کرو. اور میرے پیچھے چلو. یہی سیدھا رستہ ہے.)

---

[1]- سورہ الزخرف 57 سے 61

قریش اور عرب مغالطہ آمیز طور پر مجادلہ کرتے تھے اور اس مجادلہ کو ایک سوال کی صورت میں بیان کرتے تھے جس کا جواب محمد ﷺ سے درخواست کرتے تھے. ان کا سوال قیاس بر مبنی تھا ان کے بتوں کے الوہیت (خدا ہونا) جو ان کے مخاطب تھا اور عیسی علیہ السلام کا خدا ہونا جو کہ عیسائیوں نے عیسی علیہ السلام کے لیے دعوا کرتے تھے، اس حالت میں کہ سوال جس سے پوچھا گیا ہے (حضور ﷺ) جس طرح کہ بتوں کو خدا ہونے سے انکار کرتا ہے عیسی علیہ السلام کو مطلّقا خدا ہونے سے بھی انکار کرتا ہے، حتی یہ کہتا ہے کہ عیسی علیہ السلام انسان اور اللہ تعالی کے بندوں سے ایک بندہ اور زمین پر خلفاے الہی کا ایک خلیفہ ہے. اسی لیے اللہ تعالی ان کی حالت کو «جدل کرنے والے» پہ وصف کرتا ہے، کیونکہ ان کا سؤال، غیر صحیح مفروض پر مبنی ہے اور جس فرد سے سوال کیا گیا ہے وہ نہ اس پر اقرار کرتا ہے نہ اس کو قبول کرتا ہے۔ یہ وہ راستہ ہے جو اماماں کفر (کفر کے علمبرداریں) ترتیب کے ساتھ اسے استعمال کرتے ہیں؛ جب وہ لوگ دیکھتے ہیں، دعوت الہی کے دلایل ان کو جواب دینے پر مجبور کیا ہے، تو وہ اسے سوال کرتے ہیں جو کہ ایک غیر صحیح اور مغالطہ آمیز مفروض پر مبنی سؤال پوچھتے ہیں جو کہ شخص جس سے سؤال پوچھا گیا ہے وہ نہ اس پہ اقرار کرتا ہے نہ اس کو قبول کرتا ہے، تا کہ (وہ لوگ) دعوت الہی پر اشکال کرے وہ اپنے مغالطہ اور غلط سؤال کے لیے ایسے جواب چاہتے ہیں جو کہ ایک غلط بنیاد پر مبنی ہے۔ ان افراد کی جواب کچھ اس طرح ہے کہ سوال غلط مفروض پر مبنی ہے تا کہ روشن ہو جائے کہ ان لوگوں کا مقصد جدال ہی ہے. جیسے کہ قرآن کریم ان لوگوں کو اس طرح وصف کرتا ہے: «ما ضَرَبُوهُ لَكَ إِلاَّ جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ» (انھوں نے یہ بات بیان کی ہے تو صرف جھگڑنے کو حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ آپ سے صرف جھگڑا کرنے والے تھے.)

اسی وجہ سے نص الہی اس بات کا بیان کرتا ہے: «وَ لَوْ نَشاءُ لجَعَلْنَا مِنكمُ مَّلَائكَةً فِي الْأَرْضِ يخَلُفُونَ» (اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرستے قرار دیتے جو کہ زمین میں خلافت کرتے). یعنی اگر ہم چاہتے تو آپ میں سے ایسے خلفا کا تعیین کرتے جو کہ فرشتوں جیسے معصوم اور پاک ہو، تا کہ محمد ﷺ کے بعد خدای سبحان و متعال کا جانشین ہو جائے اور محمد ﷺ کو ملا اعلی جانے کے بعد، ان کے جانشین ہو جائے؛ ان میں سے کوئی کسی دوسرے کے جانشین ہو جائے جیسے کہ خدای سبحان، اس سے پہلے بھی عیسی علیہ السلام کو بندہ اور خلیفہ الہی بر روی زمین معین فرمایا. خدای سبحان عیسی علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے: «و جعلناه؛ اس کو قرار دیئے» پھر فرمایا: «لجعلنا منکم؛ آپ میں سے قرار دیئے» لفظ «جعل؛ قرار دینا» دونوں میں یکسان ہے. « إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنيِ إِسْرَ ءِيلَ(59) وَ لَوْ نَشاءُ لجَعَلْنَا مِنكمُ ...؛» (ورنہ عیسی علیہ السلام ایک بندے تھے جن پر ہم

نے نعمتیں نازل کیں اور انہیں بنی اسرائیل کے لیے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنادیا اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے قرار دیتے) یعنی عیسی علیہ السلام مثال کے طور پر، اسوہ اور رہبر مقرر کیا گیا تاکہ بنی اسرائیل ان کی اقتدا اور ان سے پیروی کرے اور اگر اللہ تعالی چاہتا آپ میں سے، اس امت میں ایسے خلفا مقرر کرتے تاکہ ان پہ اقتدا کرے اور ان سے سیکھے اور ان کو اپنے لیے ایک اسوہ کی طرح چن لے تاکہ ان کی طرح ہو جائے. جس طرح کہ اللہ تعالی حضرت عیسی علیہ السلام کو (اسوہ) قرار دیا «مَثَلاً لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ» (بنی اسرائیل کے لیے مثال)

واقعی ان لوگوں سے حیرت ہے جو اپنے آپ کو مفسر قرآن کہلاتے ہیں اور کہتے ہیں «مِنكُمْ» سے مراد (آپ سے) یہاں پر «بدلاً منکم» (آپ کی جگہ) ہے، (اور ان باتوں میں کوئی) اختتام نہیں.[1] اگر بنا ہو معانی (آیات) اس بُرے اور قبیح طرز سے تبدیل ہو جائے اور اس طرح ایسے الفاظ اضافہ ہو جائے تاکہ جملہ کی معنی سرے سے تبدیل ہو جائے اور «منفی» «مثبت» پہ تبدیل اور «مثبت» «منفی» پہ بدل جائے، تو پھر جملوں کے کوئی معنا باقی نہیں رہے گا کیسے ایک عقلمند شخص کہہ سکتا ہے کہ «مِنكُمْ» کا مطلب (آپ سے) «بدلاً منکم» (آپ کی جگہ) ہے؟! یہ بالکل اس طرح ہے کوئی شخص کہے: "ہاں" کا مطلب "نہ" اور "نہ" کا مطلب

---

[1]- کچھ مفسرین کے کلام:

شیعہ:

طبرسی: «وَ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُمْ» (اگر چاہتے آپ میں سے قرار دیتے) یعنی آپ کی جگہ، گروہ بنی آدم «مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ» (فرشتہ جو زمین میں خلافت کرے) بنی آدم کے درمیان، تا ان کے جانشین ہو جائے اور آیہ کی معنا اس طرح ہے «اگر ہم چاہتے، ان کو ھلاک کرتے تھے اور فرشتوں کو آپ کے جگہ، زمین پر جینے والے قرار دیتے، تا اس کو آباد کرے اور اللہ کو عبادت کرے» (مجمع البیان، ج 9، ص 90)

مکارم شیرازی: تا وہ لوگ نہ سوچے کہ اللہ ان کی عبادتوں کا محتاج ہے اور اللہ اس کے لیے اصرار کرتا ہے اللہ تعالی اگلی آیت میں فرماتا ہے، « وَ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُمْ مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ» (اگر چاہتے آپ میں سے ایسے فرشتوں کو مقرر کرتے تاکہ زمین میں خلافت کرے) وہ فرشتے جو کہ اللہ کے فرمان کو مانتے ہیں اور اطاعت اور اللہ کی عبادت کے علاوہ کوئی اور کام نہیں جانتے (الامثل (تفسیر نمونہ) ج 16، ص 81)

اھل سنت:

طبری: ... مُجاہد کہتا ہے: «لَجَعَلْنَا مِنكُمْ مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ» (اگر چاہتے آپ میں سے ایسے فرشتوں کو قرار دیتے تا زمین میں خلافت کرے) کہتا ہے آپ کہ بدلے زمین کو آباد کرتے (جامع البیان، ج 25، ص 115)

ابن کثیر: اللہ عزوجل کے کلام: «وَ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُمْ» (اگر چاہتے آپ میں سے ایسے فرشتہ قرار دیتے) یعنی آپ کی جگہ «مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ» (وہ فرشتے جو زمین میں خلافت کرتے.) (تفسیر ابن کثیر، ج 4، ص 143)

"ہاں" ہے!!! جبکہ جنوں یا انسان میں سے کوئی فرد کو فرشتوں کے عنوان سے محبوب کرنے میں کوئی دلیل موجود ہے، مثلاً ان کی مشابہت اطاعت کرنے میں، پاکیزگی، باطنی طہارت یا ان کے ساتھ آسمانوں میں ارتقا (ترقی کرنا)۔

قرآن میں، اللہ تعالیٰ ابلیس کو ایک فرشتہ کے عنوان سے یاد کیا ہے، اس وجہ سے کہ ابلیس انکار سے پہلے اور آسمانوں میں ارتقاء کی وجہ سے، فرشتوں میں محسوب ہوتا تھا «وَ إِذْ قُلْنَا لِلْمَلَئكَةِ اسْجُدُواْ لِادَمَ فَسَجَدُواْ إِلَّا إِبْلِيسَ أَبىِ»[1] (اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس نے انکار کیا)، «وَ إِذْ قُلْنَا لِلْمَلَئكَةِ اسْجُدُواْ لِادَمَ فَسَجَدُواْ إِلَّا إِبْلِيسَ أَبىَ وَ اسْتَكْبرَ وَ كاَنَ مِنَ الْكَافِرِين»[2] (اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس نے انکار کیا اور غرور میں آ کر کافر بن گیا)

«جعل» (قرار دینا) پچھلے آیتوں میں وہی پہلے «جعل» آدمؑ کو زمین پر خلیفہ خدا کے عنوان سے (قرار دینا) ہے: «وَ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَئكَةِ إِنىِّ جَاعِلٌ فىِ الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُواْ أَ تجَعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَ نحَنُ نُسَبِّحُ بحِمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنىِّ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُون»[3] (اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) خلیفہ قرار دیتا ہوں، انہوں (فرشتوں) نے کہا۔ کیا تُو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت وخون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (خدا نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے) اور یہ وہی «جعل» کی مانند ہے جو کہ داوودؑ کو اللہ تعالی نے زمیں پر خلیفہ کے عنوان سے «قرار دینا» ہے: «يَادَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فىِ الْأَرْضِ فَاحْكُم بَينْ‏َ النَّاسِ بِالحْقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدُ بِمَا نَسُواْ يَوْمَ الحْسَاب»[4] (اے داوُد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ قرار دیا ہے تو لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمھیں خدا

---

[1]- طہ: 116
[2]- بقرہ: 34
[3]- بقرہ، 30
[4]- سورہ ص 25

کے رستے سے بھٹکا دے گی۔ جو لوگ خدا کے رستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب (تیار) ہے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا)

اگر آیات کو ایک ساتھ جمع کرے اور ایک دوسرے کے بعد پڑھے معلوم ہوتا ہے کہ صراحت سے قرآن اس بات پر تاکید کرتا ہے کہ جانشین کے تعیین کرنے کا مسئلہ، آدم علیہ السلام سے شروع ہوا ہے اور محمد ﷺ تک جاری ہے

«وَ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَئكَةِ إِنيِّ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ... يَادَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ ... إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنيِ إِسْرَءِيلَ ... وَ لَوْ نَشَاءُ لجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائكَةً فِي الْأَرْضِ يخَلُفُونَ» (... اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمیں میں (اپنا) خلیفہ قرار دیتا ہوں... اے داوود ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ قرار دیا ہے تو لوگوں میں انصاف کے فیصلہ کیا کرو... ورنہ عیسی ایک بندے تھے جن پر ہم نے نعمتیں نازل کیں اور انہیں بنی اسرائیل کے لیے اپنی قدرت کا ایک نمونہ قرار دیا... اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے قرار دیتے جو کہ زمیں میں خلافت کرتے...)

اللہ سبحانہ تعالی نے جو چاہا اور ارادہ فرمایا، وہ انجام تک پہنچایا اور زمیں میں ایسے فرشتوں کو قرار دیا تاکہ محمد ﷺ کے بعد زمین میں خلافت کرے جس طرح محمد ﷺ سے پہلے عیسی علیہ السلام کو قرار دیا تھا، اور یہ (فرشتے) وہی آل محمد علیہم السلام ہیں اماماں اور مهدیین.[1]

---

[1]- کلینی روایت کرتا ہے: 18-... ابو بصیر کہتا ہے: ایک دن حضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ امیر المومنین علیہ السلام آئے. حضور ﷺ ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: «تم عیسی بن مریم علیہ السلام کی شباهت رکھتے ہو، اگر میری امت میں سے ایک گروہ آپ کے بارے میں وہ باتیں جو نصاری عیسی بن مریم علیہ السلام کہ بارے میں کہتے تھے وہ نہیں کہتے تو میں آپ کے بارے میں ایسے بات کرتا کہ جب بھی لوگوں کے کسی گروہ کے سامنے سے گزر جاتے تو وہ آپ کے پاؤں تلے مٹی کو تبرک کے طور پر لے رکھے». (راوی) کہتے ہیں: دو اعرابی اور مغیرہ بن شعبہ اور قریش کا ایک گروہ جوان کے ساتھ تھے غضبناک ہو گئے اور کہنے لگے اپنے چچازاد کے لیے راضی نہیں ہوا کہ عیسی بن مریم علیہ السلام سے کم کوئی مثال دے. اللہ تعالی اپنے رسول ﷺ پر (یہ آیہ) بھیجا اور فرمایا: «اور جب مریم کے بیٹے (عیسی علیہ السلام) کا حال آپ کی قوم کے لیے بیان کیا گیا تو تمہاری قوم کے لوگ اس سے چلا اٹھے اور کہنے لگے کہ بھلا ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسی؟) انھوں نے یہ بات بیان کی ہے تو صرف جھگڑنے کو. حقیقت یہ ہے یہ لوگ (آپ سے) صرف جھگڑا کرنے والے تھے وہ عیسی علیہ السلام ایک بندے تھے جن پر ہم نے نعمتیں نازل کیں اور انہیں بنی اسرائیل کے لیے اپنی قدرت کا ایک نمونہ قرار دیا اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے (یعنی بنی ہاشم میں سے) فرشتے قرار دیتے جو کہ زمیں میں خلافت کرتے.» (راوی) کہتا ہے: حارث بن عمرہ ظہری غضبناک ہو گیا اور کہا: بارالہا اگر یہ حق اور آپ کی جانب سے ہے (یعنی بنی ہاشم ایک بادشاہ کی طرح دوسرے بادشاهوں کے بعد (حکومت کو) وراثت میں لیں گے) آسمان سے کوئی پتھر ہم پر برساؤ یا ہم پر دردناک عذاب نازل کرو. اللہ تعالی حارث کی بات کا جواب دیا اور یہ آیہ نازل کیا گیا: «وَ ما كانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فيهِمْ وَ ما كانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ» (حالانکہ اللہ ان پر اس

اس روسے[1] اللہ سبحانہ اپنے کلام کو اس طرح ختم کرتا ہے: «وَ إِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ» (اور یہ الٰہی قرار دینا (جعل) وہ علم ہے جو کہ اس گھڑی کے لیے (قیامت صغری) ہے اس میں شک نہ کرو اور میرے پیچھے چلو یہی سیدھا رستہ ہے.) یعنی یہ «جعل» (قرار دینا) الٰہی «لَجَعَلْنَا مِنكُمْ؛ آپ میں سے قرار دیتے ہیں» جو کہ صرف حضور ص کی وصیت کے متن سے ان کے شب وفات میں نقل کیا گیا ہے[2] یہ وہ علم ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالی کا حقیقی دین روز قیامت تک پہچانا جائے گا، یعنی جس طرح حضور ص اس کو «ابد تک گمراہی سے بچانے والی تحریر» سے وصف کیا ہے «وَ إِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ؛ اور یہ خدا کی طرف سے قرار دینا وہ علم ہے جو کہ اس گھڑی (قیامت صغری) کے لیے ہے»[3] اللہ تعالی فرماتا ہے کہ یہ وصیت ایسے ہی ہے، پھر شک نہ

وقت تک عذاب نہ کرے گا جب تک پیغمبر آپ ان کے درمیان ہیں اور خدا ان پر عذاب کرنے والا نہیں ہے اگر یہ توبہ اور استغفار کرنے والا ہو جائیں (انفال-33)) پھر حضور ﷺ نے اس کو فرمایا: «اے ابن عمرہ یا توبہ کرو یا چلے جاو» اس نے کہا: «اے محمد ﷺ باقی قریشیوں کے لیے کوئی ایسی چیز کو مقرر کرتے ہو جو (اس کے اختیار) تمہارے ہاتھ میں نہیں. بنی ھاشم، عرب اور عجم کی کرامت کو نابود کریں گے» حضور ﷺ نے اس کو فرمایا: «اس میں میرے کوئی اختیار نہیں یہ اللہ تبارک و تعالی کی طرف سے ہے» اس نے کہا: اے محمد ﷺ میرے دل توبہ پر راضی نہیں ہوتا لیکن تمہارے پاس سے چلا جاتا ہوں» اپنی سواری کو لیا اور اس پر سوار ہوا جب مدینہ کے پشت پہ پہنچا تو جندلہ آیا اور اس کے سر توڑ دیا... (کافی، ج8، 57)

[1]- اس وجہ سے فرشتوں سے مراد اس آیہ میں آل محمد ﷺ ہیں «لَجَعَلْنَا مِنكُمْ مَّلَائِكَةً» (اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتہ قرار دیتے)

[2]- یہ موضوع (بعد میں) آئے گا

[3]- اس آیہ کا ربط آل محمد ﷺ اور اوصیاء (بخصوص مھدی ؑ) سے، ایسا مسالہ ہے جو کہ دونوں گروہوں (شیعہ و اھل سنت) کی روایات اس کی تاکید کرتی ہیں: زرارہ بن اعین کہتا ہے: امام صادق ؑ سے اللہ عزوجل کہ یہ بات کے بارے میں پوچھا: «یہ وہ علم ہے جو اس گھڑی کے لیے ہے» انھوں نے فرمایا: «اس کا مراد امیر المومنین ہے» (امام صادق ؑ) نے فرمایا: «رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی، تم اس امت کی علم ہو، ہر فرد جو آپ کے پیروی کرے گا نجات پائے گا اور ہر فرد جو آپ سے مخالفت کرے وہ ھلاک ہو جائے گا اور نابود ہوئے گا» (برہان، ج4، ص 897)

زرارہ کہتا ہے: میں نے امام باقر ؑ سے اللہ عزوجل کہ یہ کلام کے بارہ میں پوچھا: «کیا اس گھڑی کا منتظر ہے جو اچانک آجائے» انھوں نے فرمایا: «یہ گھڑی قائم ؑ ہے جو اچانک آئے گا» (تاویل آیات ظاہرہ، ج2، ص 571)

حاکم، جابر سے نقل کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «یہ وہ علم ہے جو کہ اس گھڑی کے لیے ہے» انھوں نے فرمایا: «تارے اھل آسمان کے لیے امن کا باعث ہے جب چلے جائے جو چیز ان کو وعدہ کیا گیا ہے، وہ ان کے لیے آئے گا اور میں جب تک ہوں اپنے اصحاب کے لیے باعث امن ہوں اور جب میں چلے جاؤں، جو چیز ان کو وعدہ کیا گیا ہے وہ ان کے لیے محقق ہوئے گا اور میرے اھل بیت میری امت کے امن کا باعث ہے اگر میرے اھل بیت چلے جائے جو چیز ان کو وعدہ کیا گیا ہے وہ ان کے لیے محقق ہوئے گا» مستدرک، ج2، ص 488.

کریں کہ قیامت صغری کی گھڑی کے دوران، یہ وصیت آپ کو انحراف اور گمراہی سے بچاتی ہے؛ اس فرد کی ظہور (کے دوران) جو اس نص سے استدلال کرے. جو بھی اس نص سے استدلال کرے، اس کا صاحب ہے وگرنہ نص کا اس طرح وصف کرنا کہ جو بھی فرد اس سے تھام لے وہ گمراہی سے بچتا ہے، یہ غلط ثابت ہوگا؛ اسی لیے اگر اللہ تعالی کی جانب سے باطل اور جھوٹے لوگ اس وصیت کا دعوی نہ کرسکے جب تک کہ اس کا (حقیقی) صاحب وصیت کا دعوا کرے (اس طرح اگر وصیت) محفوظ نہ ہو[1] یہ وصف کہ وصیت گمراہی سے بچاتی ہے، جھوٹ اور مکلّف افراد کو باطل سے پیروی کرنے کے لیے فریب دینا محسوب ہوتا ہے اور یہ وہ بات ہے جو کہ سچا، عالم اور قادر و حکیم مطلق سے سرزد نہیں ہوتے.

تو پھر اگر اس تحریر کا صاحب (وصیت) اسے لایا، تو شک اور تردید نہ کریں کہ قیامت صغری کا وقت آگیا ہے «فلا تمترن بها» (اس پہ شک نہ کرو) کوئی بھی فرد جو اس تحریر کو لے کر آیا، اس کا صاحب ہی ہے پھر اگر آپ گمراہی اور انحراف سے نجات چاہتے ہیں تو محمد ﷺ سے ان کی وصیت سے جو شب وفات میں تحریر فرمایا پیروی کریں؛ وہ وصیت جس میں وہ علم ہے جو ابد تک آپ کا نجات کا باعث بنے گا؛ اس میں گھڑی کا علم اور قیام کے دوران حق کی معرفت ہے اور ویسے مدعی کا پہچان بھی ہے جب گمراہی سے بچانے والی تحریر کو ساتھ لے کر آئے گا![2]

مناوی کہتا ہے: مقاتل میں اس آیہ «اور یہ وہ علم ہے جو کہ اس گھڑی کے لیے ہے» کے بارے میں آیا ہے: وہ مھدی آخر الزمان علیہ السلام ہیں. فیض الغدیر، ج 5، ص 383.

[1] - یہ قید «تاکہ اس کا صاحب، وصیت کا مدعی ہو جائے» واضح کرتا ہے کہ نص سے اللہ تعالی کی حفاظت کا مقصد، اس کے صاحب کا وصیت سے دلیل لانا اور ظاہر ہونے کے ذریعہ پورا ہو جائے گا اور اس کے بعد کوئی بھی ادعا، دوسروں کی طرف سے، سفیہانہ اور بے ارزش ہے. کیونکہ اگر نص اس کے لیے ہو (دوسرا مدعی)، تو اس سے پہلے کہ اس فرد کی طرف ھدایت کرے جو وصیت کو (پہلی بار) ظاہر کیا ہے، اس (دوسرا مدعی) کو ھدایت کرتا. اس (دوسرا مدعی) کی کیفیت اس فرد کی مانند ہے جو آج آجائے اور سوچے کہ تناسب کے اصول (The Theory of relativity) کو انکشاف کیا ہے: اس فرد کے بارے میں کم سے کم جو کہا جاتا ہے یہ ہے کہ یہ فرد پاگل اور نادان ہے!

[2] - آل محمد ﷺ اپنی روایات میں واضح کرچکے ہیں کہ صاحب الامر وصیت سے پہچانا جاتا ہے. حارث بن مغیرہ نصری کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: صاحب الامر کیسے پہچانا جاتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: «سکون اور سنگینی اور علم و وصیت سے» خصال صدوق، ص 200.

«وَ اتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ» (مجھ سے پیروی کریں، یہی صراط مستقیم ہے) یعنی محمد ﷺ سے ان کی وصیت میں جو اللہ تعالی کی جانب سے ہے اور ان افراد سے جو ان کے بعد ان کے جانشین ہوں گے، پیروی کریں.

وصیت وہ تحریر ہے جو کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری لحات میں اللہ تعالی کے فرمان سے تبعیت کرتے ہوئے لکھے ہیں «كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ »[1] (تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آجائے تو اگر وہ کچھ خیر (اور نیکی) چھوڑ جانے والا ہو تو ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے نیک وصیت کر دے یہ (وصیت کرنا) صاحبان تقوی پر ایک حق ہے) اور (حضور ﷺ) اس وصیت کو اس فرد کے لیے جو اس کو تھام لے، ابد تک، گمراہی سے بچانے پہ وصف کرتے ہیں. تاکید کرتا ہوں، اپنی زندگی کے آخری لحات؛ اس نقطہ نظر سے کہ وہ رسول ہیں جو ان کو وحی ہوتا ہے جو اپنی زندگی کے آخری لحات میں بیان فرماتے ہیں، ان کی رسالت کا خلاصہ اور ان کے بعد دین کو حفظ کرنے کا وسیلہ ہے. ابھی کیا سوچ رہے ہیں، جبکہ آپ ﷺ سخت بیماری میں اور زہر کے درد سے جو ان کے جگر کو ٹکرے ٹکرے کیا تھا (پھر بھی) ان کا یہ اہتمام تھا تا اس تحریر کو لکھے اور اس کو «گمراہی سے بچانے والی وصیت» پہ توصیف کرے؟! اس تحریر کی اہمیت اس حد تک ہے کہ اللہ سبحانہ تعالی نے محمد ﷺ کو رحم فرماتا ہے یہاں تک کہ عبادت کی فزونی سے جو ان کی جسم کو سخت تکلیف پہنچا ہے ان کو خطاب کرتا ہے «طه مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْءَانَ لِتَشْقَى»[2] (طہ، ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نہیں نازل کیا ہے کہ آپ مشقت میں پڑ جاؤ) جس طرح ہم دیکھ رہے ہیں کہ خدای سبحان اس شدت رحمت کے ساتھ جو محمد ﷺ پر مبذول فرماتا ہے اور ان پر بہت مہربان ہے لیکن ان کی زندگی کے آخری لحات میں، ان کو فرمان دیتا ہے کہ ایسی تحریر لکھے اور سب کے سامنے اس کو ایسے وصف کرے: «گمراہی سے بچانے والی تحریر» اس کے باوجود کہ زہر کی وجہ سے ان

---

[1] - بقرہ، 180

[2] - سورہ طہ، 1-2

کو شدید تکلیف کا سامنا ہو رہا ہے اور زہر کا اثر ان کے جسم میں موجود ہے اور ان کے جگر کو ٹکرے ٹکرے کیا ہے.[1]

یہ ان بعض روایات میں سے ہیں. جو کہ حضورﷺ، وصیت کی تحریر کو اپنی زندگی کے آخری لحات میں ، گمراہی سے بچانے والی پہ وصف کرتے ہیں۔ جمعرات کا دن آپﷺ چاہتے تھے سب امتی کے لیے وصیت کو لکھے اور چاہتے تھے تمام لوگوں کو اس پر گواہ کے طور پر لے، لیکن کسی گروہ نے ان کو روکا اور ان کے عقلانی طاقت پر طعنہ لگایا اور کہنے لگا: آپﷺ ھذیان کہتے ہیں (یعنی ھذیان کہہ رہے اور نہیں جانتے کیا کہہ رہے ہیں)[2] آپﷺ نے ان لوگوں کو طرد کیے (دفع کیے) اور رسول اللہﷺ جمعرات کے بعد سے لیکر اپنے وفات کا دن جو کہ پیر تھا، زندہ تھے. جس رات میں ان کی وفات ہو گئی. آپﷺ نے وصیت لکھ دیئے اور علیؑ کے ذریعہ املا فرمایا اور کچھ صحابہ کو اس پر گواہ کے طور پر لیے جو کہ جمعرات میں اس (وصیت) کو تحریر کرنے کو تایید کیے.

---

[1] - کلینی روایت کرتا ہے: امام صادقؑ نے فرمایا: «ایک یہودی عورت زھر آلود بازو (بکرا کا) حضورﷺ کو پیش کیا. آپﷺ بازو اور کتف (کے گوشت) کو پسند فرماتا تھے اور ران کے اوپر والے گوشت کو پیشاپ کی جگہ سے نزدیک ہونے کی وجہ سے پسند نہیں فرماتے تھے» کافی، ج6، ص315.

بخاری کہتا ہے: ... انس بن مالک کہتا ہے: یہودی عورت، زہر آلود بکرا حضورﷺ کے سامنے پیش کیا آپﷺ نے تناول فرمایا. آپﷺ سے کہا گیا؛ کیا اس (عورت) کو مار ڈالے. آپﷺ نے فرمایا: «نہیں...». صحیح بخاری، ج3، ص141.

شیخ مفید حضورﷺ کے بارے میں کہتا ہے. مدینہ میں (آپﷺ) مسموم ہو کر رحلت فرمایا، پیر کا دن، صفر (کا مہینہ) سے دو راتیں باقی تھیں. المقنعہ، ص456 اور علامہ حلی اسی طرح کتاب المنتھی، ج2، ص887 میں بیان کیا ہے.

[2] - ابن اثیر «ھجر» کی معنا کے بارے میں کہتا ہے: یعنی بیماری کی وجہ سے، ان کے کلام میں اختلاف تھے (یہ جملہ) سوالی ہے. یعنی: کیا ان کے کلام تبدیل ہو گئے ہیں اور بیماری کی وجہ سے تناقض میں مبتلا ہو گئے؟ یہ بہترین معنا ہے جو اس کے بارے میں کہہ سکتے ہیں. یہ جملہ خبری نہیں، کیونکہ اس صورت میں گالی یا ھذیان کہلائے گا. یہ کلام کرنے والا عمر تھا اور (اس سے) یہ معنا کا انتظار نہیں کر سکتے. (النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر، ج5، ص246) پوشیدہ نیست کہ یہ جملہ صحیح مسلم وغیرہ میں، خبری (جملہ) کی طرح ہے عبدالرحمٰن بن جوزی کہتا ہے. (تولد 591ھ) علما اس بات جو رسول اللہﷺ لکھنا چاہتے تھے، اتفاق نظر رکھتے ہیں کہ ان دو صورتوں میں ہیں: اول: آنخضرت چاہتے تھے، اپنے بعد والے خلیفہ کا تعین کرے. دوم: آنخضرت چاہتے تھے (باب) احکام میں کچھ لکھنا چاہتے تھے جس کے ذریعہ اختلافات ختم ہو جائے؛ جو کہ پہلی بات بہتر ہے. عمر کی بات جو کہا: «اللہ کی کتاب ہمارے لیے کافی ہے» اس وجہ سے تھا کہ وہ ڈرتا تھا، وہ جو بیماری کی حالت میں لکھے جا رہے تھے ایسا مطلب ہو جو عاقلانہ نہ ہو لیکن اگر وہ جانتا تھا کہ آنخضرت ھوش یاری کی حالت میں اس کلام کو بیان فرمایا تو اس پہ مبادرت کرتا (اور رسول اللہﷺ سے درخواست کرتا کہ اس کو تحریر فرمائیں). (کشف المشکل من حدیث الصحیحین، ج2، ص315، تحقیق علی حسین البواب)

اھل سنت کی کتابوں میں

ابن عباس کہتا ہے: «جمعرات کا دن اور کیا جمعرات کا دن تھا! آپ ﷺ سخت تکلیف میں تھے (اور) آپ نے فرمایا: «میرے لیے (قلم اور کاغذ) لے کر آیئے تاکہ آپ کے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جو اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو جائے» (ان لوگوں نے) جھگڑا کیے اور حضور ﷺ کے ہاں نزاع (جھگڑا) جائز نہیں. کہنے لگے: پیغمبر ﷺ کو کیا ہوا. کیا ھذیان کہہ رہے ہیں؟! سوال کی طرح پوچھ رہے تھے (آپ ﷺ نے) فرمایا: «مجھے تنہا چھوڑ دو جس حالت میں ہوں، بہتر ہے اس سے جو تم لوگ مجھے کہتے ہو. تم لوگ کو تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں: مشرکین کو جزیرۃالعرب سے باہر نکال دیں، اجنبی گروہوں سے جس طرح میں پذیرائی کرتا تھا، (ویسے ہی) پذیرائی کریں اور...» کہا: تیسرے کو نہیں بیان فرمایا، یا کہ مجھے بول گیا»[1]

ابن عباس کہتا ہے: جمعرات کا دن اور کیا جمعرات تھا! اس کے بعد، ان کی آنسو بہنے لگے جس طرح ان کے رخسار پر موتی کے دانوں کی طرح گرنے لگے. (ابن عباس) کہتا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: «میرے لیے کتف اور دوات (لوح اور سیاہی) لے کر آیئے تاکہ آپ لوگوں کے لیے ایسی تحریر لکھ دوں تا کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو جائے.» ان لوگوں نے کہا: «رسول اللہ ھذیان کہہ رہے ہیں»[2]

شیعہ کتابوں میں

سلیم بن قیس کہتا ہے: «سلمان سے سنا ہے، انھوں نے کہا: «علی علیہ السلام سے سنا ہے اس کے بعد کہ وہ آدمی اس بات کو کہا اور رسول اللہ ﷺ غصہ ہو گئے اور کتف (کاغذ) کو پھینک دیئے: کیا رسول اللہ ﷺ سے اس بات کے بارے میں جو کاغذ میں لکھنا چاہتے تھے سوال نہ کریں؟! وہ بات جو اگر لکھتے کوئی بھی شخص گمراہ نہ ہوتے اور دو افراد آپس میں اختلاف نہ کرتے...!»[3]

---

[1]- صحیح بخاری، ج4، ص 4168.

[2]- صحیح مسلم، کتاب الوصیت

[3]- کتاب سلیم بن قیس، ص398.

سلیم بن قیس ھلالی کہتا ہے: امام علی علیہ السلام نے فرمایا: «اے طلحہ! کیا تم گواہ نہیں تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتف مانگے تاکہ اس میں کچھ لکھے تاکہ امت گمراہ نہ ہو جائے اور باہمی اختلاف نہ کریں، تمہارا دوست نے وہ بات کہہ دیا: پیغمبر خدا ھذیان کہہ رہا ہے. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ ہو گئے...»[1]

سلیم بن قیس کہتا ہے: علی علیہ السلام ایک لمبی حدیث جس میں مہاجرین اور انصار کے افتخارات ان کے مناقب اور فضائل کے نسبت ذکر ہیں. طلحہ کو فرماتے ہیں: «اے طلحہ! کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گواہ نہیں تھے جب آنخضرت ہم سے کتف مانگے تھے تاکہ اس میں ایسی بات لکھے جس سے امت گمراہ نہ ہونے کا باعث ہو اور (آپس میں) اختلاف نہ کریں، لیکن تمہارا دوست نے وہ بات کہہ دیا، (اس نے کہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھذیان کہہ رہے ہیں. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ ہو گئے اور وہ (تحریر) ترک کیے» (طلحہ نے) جواب دیا: جی ہاں میں گواہ تھا).[2]

کتاب شیخ طوسی میں، واحد متن جو کہ گمراہی سے بچانے والی تحریر کے بارے میں روایت کی گئی ہے، موجود ہے وہی تحریر جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے اسے لکھے؛ وہی تحریر جو کہ اہل سنت کی صحیح ترین کتابوں میں مثلاً بخاری اور مسلم میں موجود ہے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیت کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان فرمائے ہیں:

ابی عبد اللہ جعفر بن محمد علیہ السلام اپنے والد باقر علیہ السلام اور وہ اپنے والد زین العابدین علیہ السلام اور وہ اپنے والد سید الشہداء علیہ السلام اور وہ اپنے والد امیر المومنان علیہ السلام اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنخضرت اسی رات جس میں ان کی وفات ہوئی حضرت علی علیہ السلام کو فرمایا: «اے ابا الحسن کاغذ اور سیاہی لے کر آیئے» اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وصیت املا فرمایا اور علی علیہ السلام لکھ رہے تھے تاکہ یہاں تک بات آئی کہ آنخضرت نے فرمایا:

> «اے علی! میرے بعد بارہ امام ہوں گے اور ان کے بعد بارہ مھدی ہیں پھر آپ اے علی بارہ اماموں کا پہلا امام ہو. اللہ تعالی آپ کو آسمان میں، علی مرتضی، امیر مومنان، صدیق اکبر، فاروق اعظم، مامون و مھدی نام رکھا اور یہ اسماء آپ کے علاوہ کسی اور کے لیے لائق نہیں. اے علی! آپ میرے وصی ہو میرے خاندان کے لیے اگرچہ وہ زندہ ہو یا مردہ، اور میرے وصی ہو میری عورتوں کے لیے، ان میں سے جن کو میری زوجیت پہ باقی رکھا تو وہ قیامت میں میرے دیدار کریں گی اور ان میں

---

[1]- کتاب سلیم بن قیس، ص 311.

[2]- غیبت نعمانی، ص 81

سے جن کو آپ نے طلاق دیا میں اس سے بیزار ہوں اور مجھ سے دیدار نہیں کریں گی اور میں بھی صحرائے محشر میں اسے نہیں دیکھوں گا اور آپ میرے بعد میری امت پر میرے خلیفہ اور جانشین ہو. جب آپ کی وفات کا وقت آئے اس (خلافت) کو میرے بیٹے حسن علیہ السلام کی سپرد کردو جو کہ وہ برّ وصول ہے[1]، جب اس کی وفات کا وقت آئے تو اس (خلافت) کو میرے بیٹے حسین علیہ السلام زکی شہید مقتول کی سپرد کردو اگر ان کی وفات کا وقت آیا تو ان (خلافت) کو اپنے بیٹے سید عابدین ذی الثفنات، علی[2] علیہ السلام کے حوالے کرے. اگر ان کی وفات کا وقت آیا تو ان (خلافت) کو اپنے بیٹے محمد باقر علیہ السلام کے حوالے کرے. اگر ان کی وفات کا وقت آیا تو ان (خلافت) کو اپنے بیٹے جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے کرے. اگر ان کی وفات کا وقت آیا تو ان (خلافت) کو اپنے بیٹے موسی کاظم علیہ السلام کے حوالے کرے. اگر ان کی وفات کا وقت آیا تو ان (خلافت) کو اپنے بیٹے علی رضا علیہ السلام کے حوالے کرے. اگر ان کی وفات کا وقت آیا تو ان (خلافت) کو اپنے بیٹے محمد تقی علیہ السلام کے حوالے کرے. اگر ان کی وفات کا وقت آیا تو ان (خلافت) کو اپنے بیٹے علی ناصح علیہ السلام کے حوالے کرے. اگر ان کی وفات کا وقت آیا تو ان (خلافت) کو اپنے بیٹے حسن فاضل علیہ السلام کے حوالے کرے. اگر ان کی وفات کا وقت آیا تو ان (خلافت) کو اپنے بیٹے محمد علیہ السلام ذخیرہ آل محمد علیہم السلام کے حوالے کرے. یہ بارہ امام ہیں اور ان کے بعد بارہ مھدی ہوں گے پھر جب ان کی وفات کا وقت آئے اس (خلافت) کو اپنے بیٹے جو کہ اولین مقربین (اولین مھدیین) میں سے ہے سپرد کردے؛ اور ان کے تین نام ہیں ان کا ایک نام میرے نام کی مانند اور دوسرا نام میرے والد کا نام ہے اور وہ ہیں عبد اللہ و احمد اور ان کا تیسرا نام مھدی ہے اور وہ اولین مومنان ہے.»[1]

یہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وصیت کو ابد تک گمراہی سے بچانے والی (وصیت) پہ وصف فرمایا، ممکن نہیں کہ کوئی باطل فرد وصیت کا ادعا کرسکے. جو بھی شخص کہے: وصیت کا ادعا کرنا باطل (مدعیوں) کی طرف سے ممکن ہے تو وہ فرد اللہ سبحان کو اس تحریر کی حفاظت کرنے پر عاجز (ناتواں) تصور کرتے ہیں جو کہ وہ اس (تحریر) کو ان افراد کے لیے جو اس سے تمسک کرے، گمراہی سے بچانے والی شمار کیا ہے! یا کہ اللہ پر جھوٹ بولنے کا الزام

---

[1]-. بر کا مطلب نیک آدمی اور وصول یعنی اپنوں کو بہت ایک دوسرے کے قریب لانے والا۔ (مترجم)

[1]-. ثفنہ کا مطلب گھٹنے پہ گٹے پڑ جانا ہے اور آنحضرت کو سجدہ کے اعضا میں کثرت سجود کی وجہ سے بہت گٹے پڑ گئے تھے، جس کی وجہ سے ان کو ذی الثفنات کہتے ہیں۔ (مترجم)

[1]-. کتاب غیبت شیخ طوسی رحمہ اللہ

لگایا ہے کیونکہ اللہ تعالی اس تحریر کو ابد تک گمراہی سے بچانے والی تحریر پہ وصف کی ہے اور اگر (باطل) شخص وصیت کا ادعا کر سکے یہ تحریر گمراہی سے نہیں بچائے گی!! اور یا اللہ کو نادان ہونے پر متھم کیا ہے کیونکہ اللہ تعالی وصیت کو ایسی صفت پہ وصف کی ہے جو کہ اس پر منطبق نہیں اور اللہ اس کے نسبت نادان ہے! اللہ سبحان اس خصوصیات سے دور ہے اور اللہ تعالی بہت بلند مرتبہ ہے، اس باتوں سے جو یہ جاھل لوگ کہتے ہیں. (تعالی الله عما يقولون الجاهلون علواً كبيراً).

نتیجتاً، اللہ دانا، توانا، سچا، حکیم مطلق سبحان کو چاہیے اس نص کو، جو کہ ہر فرد اس سے تمسک کرے ان کو گمراہی سے بچانے پہ وصف کی ہے، باطل افراد کے ادعا سے بچالے. اس وقت تک کہ اس کا (اصلی) صاحب، اس کا ادعا کرے اور نص کا مقصد محقق ہو جائے (پورا ہو جائے)؛ اس کے علاوہ اللہ تعالی، نادان، ناتوان یا جھوٹ بولنے والا فریب کار ہے اور وہ افراد جو کہ ان کے کلام کے ذریعہ اس (وصیت) پر تمسک کیے ہیں ان کو باطل کی تبعیت کرنے کا باعث بنا ہے. ممکن نہیں کہ اللہ سبحان نادان یا ناتوان ہو کیونکہ وہ دانا و توانای مطلق ہے اور ممکن نہیں کہ اللہ سبحان و تعالی سے جھوٹ سرزد ہو جائے کیونکہ وہ سچا اور حکیم ہے اور ان کو جھوٹے نہیں قرار دے سکتے وگرنہ کسی بھی مسئلہ میں ان کے کلام پہ اعتماد نہیں کر سکتے اور دین نابود ہو جائے گا.

زمین پر خلیفہ خدا کا نص ان کے بعد والا فرد کی نسبت جو کہ اس (نص) کو ان افراد کے لیے جو اس سے تمسک کرے ان کو گمراہی سے بچانے پہ وصف کی ہے اور یہ ایک نص الہی[1] ہے (اس نص کو) چاہیے اللہ تعالی کی جانب سے، باطل اور جھوٹے افراد کے ادعا کرنے سے محفوظ رہے، تاکہ اس کا (اصلی) صاحب اس کا ادعا کرے،

---

[1] - نص پیغمبر ﷺ اس فرد پر جو ان کے جانشین ہوتا ہے صرف اللہ سبحان کے فرمان پر ہے: اس سے قبل والی روایت جو کہ کافی سے نقل ہوئی حضور ﷺ کے کلام حارث بن عمرو کو (جو انھوں نے فرمایا): «لَيْسَ ذلِكَ إِلَيَّ، ذلِكَ إِلَى اللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالى» (یہ مسئلہ میرے اختیار پہ نہیں یہ اللہ تبارک و تعالی کے اختیار پہ ہے) اللہ تعالی اپنے رسول کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: «وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى* إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى» (اور وہ اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں کرتا ہے اس کا کلام وہی وحی ہے جو مسلسل نازل ہوتی رہتی ہے) کلینی روایت نقل کرتے ہیں 2- ... عمرو بن الاشعث نے کہا: «سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام يَقُولُ أَ تَرَوْنَ الْمُوصِيَ مِنَّا يُوصِي إِلَى مَنْ يُرِيدُ لَا وَ اللَّهِ وَ لَكِنَّهُ عَهْدٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ فَرَجُلٌ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى صَاحِبِهِ» (امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: «کیا تم سوچتے ہو ہم میں سے جو وصیت کرتا ہے جس شخص کو خود چاہتے ہیں اس پہ وصیت کرتا ہے؟! خدا کی قسم نہیں یہ ایک عہد ہے اللہ اور رسول سے تاکہ یہ امر ان کے صاحب تک پہنچے». کافی، ج1، ص287.

وگرنہ باطل (مدعی) کی تبعیت کرنے کے امکان ہونے کا سبب، یہ مکلفین کے لیے جھوٹ اور فریب شمار کیا جاتاہے اور یہ (تحریر) دانا سچا اور توانائے حکیم مطلق سبحان سے صادر نہیں ہوتا.

اگر کوئی انسان جو کہ غیب اور امور کے عاقبت کے بارے میں دانا ہو اور وہ آپ سے کہے: اگر پانی پینا چاہتے ہو تو یہاں سے پیو اور میں ضمانت کرتا ہوں کہ کبھی یہاں زہر نہیں ہے؛ پھر اگر آپ وہیں پہ زہر آلود پانی پیوگے تو وہ ضامن فرد کیسے آدمی ہوگا؟ کیا وہ نادان ہے یا کے بنیاد سے وہ جھوٹا ہے یا ضمانت دینے سے ناتوان ہے یا وعدہ خلافی کیا ہے! کیا جو فرد اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہے وہ اللہ کو نادانی، جھوٹ بولنے، ناتوانی یا خلف وعدہ کرنے پہ وصف کرسکتا ہے؟! اللہ تعالی ان باتوں سے بہت بالاتر ہے (تعالی اللہ عن ذلك علواً كبيراً)

اللہ تعالی قرآن میں اور روایات جو ان (اہل بیت) ﷤ سے صادر ہوئی ہیں، نص الٰہی سے حفاظت کا ذمہ لیا ہے تا کہ اہل باطل اس کا ادعا نہ کرسکے. اھل باطل ادعاے نص سے دور ہوں گے. یہ ناممکن بات ہے جیسے کہ اللہ تعالی نے فرمایا: «وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثمُ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ»[1] (اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنالاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے، پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے)

«تَقَوّلَ» (جھوٹ باندھنا) اللہ پہ ہمیشہ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالی اس سے نہیں روکا، اور ضروری بھی نہیں کہ اللہ تعالی اس فرد کو یہ «بولنے» کے بعد فوراً ھلاك کرے، بلکہ اللہ سبحان اس کو مہلت دیتا ہے اور یہ بات اس افراد کے لیے واضح ہے جو کہ ان دعوتوں کو دیکھ رہے ہیں جن کا باطل ہونا واضح ہے (مثلاً دعوت مسیلمہ) قطعی طور پر آیہ سے مراد صرف «تقوّل» (کہنا) نہیں بلکہ «تقوّل» (اور جھوٹ باندھنا) اللہ پہ، «تقوّل» کا ایک صورت ہے کہ کوئی فرد کلام الٰہی کا ادعا کرے جس پر دلیل آیا ہوا ہے: یہاں پر قطعاً اللہ تعالی اس (کام) کو دیکھ بال کرے گا تا کہ کلام الٰہی جس پر دلیل آیا ہوا ہے، اس کی حمایت ہو جائے اور یہ وہی نص ہے جو کہ خلیفہ خدا اس کو (لوگوں تک) پہنچائے گا تا کہ خود کے بعد آنے والا خلیفہ کی پہچان ہو جائے. اور اس کو گمراہی سے بچانے والی پہ وصف کرتا ہے. نص سے حمایت کے لیے اللہ سبحان کا دخالت نہ کرنا، حکمت کے خلاف ہے، اس

---

[1] - حاقہ، 44-46

کلام یا نص کی مانند: وصیت عیسی علیہ السلام حضور ﷺ کو اور محمد رسول اللہ ﷺ کی وصیت اماموں اور مھدیین کو ہیں۔[1]

آیہ بتارہی ہے کہ اس قسم کا «تقوّل» (ادعا)، ممتنع (ناممکن) ہے اور نتیجتاً نص ان کے صاحب کے لیے محفوظ ہے اور اس کے علاوہ کوئی فرد اس کا ادعا نہیں کرتا ہے۔ کچھ روایات موجود ہیں جو واضح کرتی ہیں کہ یہ آیہ، خلفای الہی پر نص الہی کے بارے میں مختص ہے۔ یہ نص الہی ہے جو کہ اللہ تعالی کو اسے محفوظ رکھنا چاہیے تاکہ اپنے صاحب کو ملے، اور یہ وہ نص الہی ہے جو کہ ہر قسم کی مداخلت سے محفوظ ہے جو اس پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اگرچہ یہ مداخلت اس وصیت کو اُس خلیفہ کو منتقل ہونے کے مرحلہ میں ہو جس کو یہ وصیت ملتی ہے یا اس مرحلہ یا مراحل میں ہو جس میں (وصیت) اس خلیفہ کو ملتی ہے جو اس کو ادعا کرتا ہے۔[2]

ایسی روایات موجود ہیں جو کہ یہ حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اس آیہ میں یہ «تقوّل» نص الہی کے بارے میں ہے:

محمد بن فضیل ابو الحسن علیہ السلام سے روایت کرتا ہے: اللہ عزوجل کے کلام کے بارے میں پوچھا: «وہ چاہتے ہیں اللہ کے نور کو اپنی منہ سے بجھادے» انھوں نے فرمایا: «وہ چاہتے ہیں ولایت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنی منہ

---

[1] - اسی وجہ سے حضور ﷺ اس وصیت کو گمراہی سے بچانے والی تحریر پہ وصف کی ہے اس فرد کے لیے جو اس کو تھام لے حق تعالی، محمد ﷺ پہ وصیت عیسی علیہ السلام کو بیان کئے گئے دلائل میں سے واضح دلیل شمار کیا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے: «وَ إِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَبَنِي إِسْرَءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَئةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِى اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا۟ هَاذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ» (صف، 6)؛ (اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم علیہ السلام کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کے اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ﷺ ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔ (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے). اس صورت میں کہ اگر باطل مدعی وصیت کا ادعا کر سکتا ہے، تو پھر وصیت ایک واضح دلیل اللہ کی جانب سے نہیں ہوگا.

[2] - لیکن نص کا محفوظ کرنا، اس وصیت کو اس خلیفہ پہ منتقل ہونے کے مرحلہ میں جس کو وصیت ملتی ہے مثلاً انتقال وصیت محمد ﷺ خدا کی جانب سے عیسی علیہ السلام کو، یا علی اور ان کے پاک اولاد کو وصیت منتقل ہونا، خدا کی جانب سے محمد ﷺ کو لیکن نص کا محفوظ کرنا اس خلیفہ کو پہنچنے کے مرحلہ میں جو اس (وصیت) کا ادعا کرتا ہے، کبھی یہ ایک مرحلہ میں طی پاتا ہے مثلاً وصیت رسول اللہ ﷺ حضرت علی علیہ السلام کو پہنچنے کا اور کبھی متعدد (ایک سے زیادہ) مرحلہ سے گزرتا ہے مثلاً مھدی اول (احمد) کو (وصیت) پہنچنا یا وصیت عیسی علیہ السلام حضور ﷺ کی نسبت حضور ﷺ تک پہنچنے تک اور نص الہی کی حفاظت ان تمام حالات اور مرحلوں میں برقرار ہے.

سے بجھادے» میں نے عرض کیا: اور اللہ اپنے نور کو تکمیل کرے گا. انھوں نے فرمایا: «اللہ تعالی نور امامت کو تکمیل کرے گا...» میں نے عرض کیا: اللہ کے کلام «إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ» (کہ یہ قرآن فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے) انھوں نے فرمایا: «یعنی جبرئیل، اللہ کے جانب سے، ولایت علی علیہ السلام کے بارے میں» (راوی) کہتا ہے: میں نے عرض کیا: «وَ ما هُوَ بِقَوْلِ شاعِرٍ قَلِيلًا ما تُؤْمِنُون» (اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ، مگر تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو) انھوں نے فرمایا: «ان لوگوں نے کہا: محمد اپنے رب پہ جھوٹ باندھتا ہے اور اللہ ان کو علی کے بارے میں اس بات پر امر نہیں کیا، اسی وجہ سے (ان کے لیے) اللہ تعالی (اس آیہ) قرآن کو بھیجا» انھوں نے فرمایا: «ولایتِ علی، رب عالمین کی طرف سے ہے اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنالاتے، تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے، پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے»[1]

جیسے کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: «اس امر کو اس کے صاحب کے علاوہ کوئی اور ادعا نہیں کرے گا مگر یہ کہ اس کی عمر کم ہوئے گی»[1]

باطل فرد کو وصیت الہی کی ادعا کرنے سے روکا گیا ہے؛ وہ وصیت جس کا وصف یہ ہے کہ جو بھی شخص اسے تھام لے وہ گمراہ نہیں ہوگا؛ باطل فرد کی ادعا کرنا اس کی ھلاکت کا سبب بنے گا، اس سے پہلے کہ اس ادعا کو لوگوں کے لیے ظاہر کرے، کیونکہ اس (باطل فرد) کو مہلت دینا تاکہ وصیت کا مدعی بنے، یہ اس (وصیت بھیجنے والے) کی نادانی، ناتوانی (عجز) اور کذب پر دلیل ہے کیونکہ (یہ فرد) لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ اس وصیت کو تھامنے سے گمراہی سے بچتے ہیں اور یہ وہ بات ہے جو کہ (اللہ) حق مطلق سبحان کے لیے محال ہے، اور اسی وجہ سے اللہ تعالی فرماتا ہے: «لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ * ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ» (تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے، پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے) اور امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: «اللہ اس کی عمر کو کم کرے گا»

مزید روشنی ڈالنے کے لیے کہتا ہوں: یہ آیہ بیان کیے گئے استدلال عقلی پر منطبق ہے؛ یہ کہ (اس وصیت کو) ادعا کرنا محال ہے اور (بالکل) ممکن نہیں. اللہ تعالی کے کلام «وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ * لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ * ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ» (اور اگر محمد ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنالاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ

---

[1]- کافی: ج1، ص343.

[1]- کافی، کلینی، ج1، ص372.

پکڑ لیتے، پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے) اس کا مطلب یہ ہے (اللہ تعالی کے ذریعہ) ھلاک ہونا ناگزیر ہے؛ یعنی اگر وہ «تقول کرے» (ادعا کرے) ھلاک ہو جائے گا.[1] اس آیہ کا مخاطب وہ افراد ہیں جنھوں نے محمد ﷺ اور قرآن پر ایمان نہیں لایا. اس لیے اس آیہ میں، اس کلام سے استدلال کرنا اس دلیل سے نہیں کہ یہ اللہ کے کلام ہے کیونکہ وہ لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے، بلکہ آیہ کے مضموں سے استدلال کرنا (مقصد) ہے. یعنی عقلی لحاظ سے اس مطلب سے استدلال کرنا جو ان کے لیے ثابت ہو چکا ہے؟ یعنی نص الہی ان افراد کو جو اسے تھام لے وہ ان کو گمراہی سے بچاتی ہے، اس (نص) کے (حقیقی) صاحب کے علاوہ کوئی مدعی نہیں ہو سکتا؛ کیونکہ اگر کہتے ہیں کہ اس کے (حقیقی) صاحب کے علاوہ کوئی اور فرد اس کا ادعا کر سکتا ہے، تو اس لیے لازم ہے اللہ سبحان تعالی پر نادانی، ناتوانی یا کذب کی نسبت دے. (جو کہ اللہ تعالی ان سب نسبتوں سے پاک ہے).

اسی لیے عقلی، قرآنی اور روایی لحاظ سے یہ ممکن نہیں کہ کوئی فرد نص الہی تشخیصی کو ادعا کر سکے (وہ نص) جس کا صفت یہ ہے کہ جو فرد اس سے تمسک کرے وہ گمراہی سے بچاتی ہے؛ یعنی نص، کوئی بھی فرد سے جو اس کا ادعا کر سکے، محفوظ کیا گیا ہے تا اس کا صاحب اسے ادعا کرے اور نص کا مقصد محقق ہو جائے، جو کہ ان مکلفین کو گمراہی سے بچاتے ہے جو کہ وصیت پہ تمسک کیے ہیں؛ جیسے کہ اللہ سبحان اس کا وعدہ کیا ہے.

اور مزید تشریح اور تفصیل کے لیے کہتا ہوں:

منصب اور جایگاہ الہی کا مدعی: (درج ذیل دو حالتوں پر مشتمل ہیں)

* یا کہ یہ شخص، نص تشخیصی کا مدعی ہے جو کہ (نص) اس صفت کا حامل ہے کہ جو بھی فرد، وصیت پہ تمسک کرے وہ اسے گمراہی سے بچاتی ہے، اس صورت میں یہ مدعی حق پر ہے اور کاذب اور باطل ہونے کا کوئی امکان نہیں؛ کیونکہ نص کو چاہیے جھوٹے اور باطل مدعیوں سے محفوظ رہے وگرنہ اللہ تعالی لوگوں کو ایسی چیز

---

[1] - ابن منظور کہتا ہے: جوہری کہتا ہے: «لو» حرف تمنی (آرزو) ہے اور اس کی معنی یہ ہے کہ دوسرا (جملہ) پہلا (جملہ) کہ نہ ہونے کی وجہ سے واقع نہیں ہوگا کہتے ہو: «اگر میرے ہاں آوگے تو آپ کی پذیرائی کروں گا» آیہ میں پہلا (جملہ) «تقوّل» ہے، «اگر ہم پر جھوٹ باندھے» اور دوسرا (جملہ) ھلاک ہونا ہے. «طاقت سے اس کو پکڑتے ہیں» «ولو» (اگر) یہاں پہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ھلاک ہونا واقع نہیں ہوگا، کیونکہ «تقول» نہیں ہوئے گا.

یہ فرمان دیا ہے جو کہ ممکن ہو (لوگوں کو) گمراہ کرے، اور ساتھ ہی فرمایا ہے کہ وصیت، گمراہی سے بچاتی ہے، اور یہ ایسا جھوٹ ہے جو کہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالی سے صادر ہو جائے.

* یا کہ یہ فرد منصب الہی کہ مدعی ہے، لیکن نص تشخیصی کا مدعی نہیں وہ نص جس کا صفت یہ ہے کہ اگر کوئی فرد اسے تھام لے، گمراہ ہونے سے بچنے کا سبب بنے گا. اس طرح کا مدعی (کے دو حالتیں ہے. پہلی حالت) یا اس کی ادعا میں کچھ مکلفین کے لیے شبہہ موجود ہے، اس وجہ سے کہ وہ لوگ بعض امور کی نسبت نادان ہیں اور ممکن ہے اللہ تعالی بندوں پر عطوفت کی وجہ سے، اس طرح فرد (مدعی) پر (عذاب اور) کوئی آیہ بھیجے گا اور اسے ھلاک کرے گا، اگرچہ یہ ھلاکت اس کے ادعا کرنے کہ کچھ مدت بعد واقع ہو جائے؛ اس وجہ سے کہ اس طرح کہ فرد (مدعی) اپنے ادعا پر کوئی دلیل اور حجت نہیں رکھتے اور وہ افراد جو اس فرد سے پیروی کرتے ہیں ان کے پاس کوئی عذر نہیں. (دوسری حالت یہ کہ) یا کہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی بھی شخص اس (کے ادعا) کی وجہ سے گمراہ ہو جائے، مگر یہ کہ وہ شخص باطل کے پیچھے ہو، اور جیسے کہ ہم نے کہا اس فرد (مدعی) سے جس کے پاس نص تشخیصی نہیں اس سے پیروی کرے؛ اس صورت حال میں بہت سارے باطل مسائل اس کے (باطل مدعی) سے صادر ہوتے ہیں، اور اللہ تعالی اس کے باطل ادعا کو لوگوں کے لیے روشن اور واضح کرے گا. اس طرح کہ (باطل) فرد کے پاس ایسے کوئی دلیل نہیں تا کہ یہ آیہ اس پر منطبق ہو جائے اور ہو سکتا ہے بہت لمبے وقت گزر جائے اور یہ (باطل) فرد چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ لوگ جو باطل کے پیچھے ہیں بی عقلی سے اس کی پیروی کریں.

مزید وضاحت اور تشریح کے لیے ایک مثال: فرض کریں تین دائرہ ہیں: سفید، خاکی اور سیاہ، سفید دایرہ میں جھوٹے افراد کے داخل ہونے پر پابندی ہے، نتیجتًا کوئی بھی فرد جو اس میں داخل ہو گا وہ سچے مدعی ہے اور (ہم پر) فرض ہے اس کی تصدیق کریں. یہ آیہ «وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ* لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ* ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ »[1] (اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنالاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے، پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے) اس دایرہ پر منطبق ہے. خاکی دایرہ جھوٹے افراد کے داخل ہونے سے در امان نہیں اور وہ فرد جو اس کے داخل ہے ان پر اعتماد و تأیید کرنا صحیح نہیں، کیونکہ یہ احتمال موجود ہے کہ کچھ وقت جھوٹے افراد

---

[1]- حاقہ، 44-46

سے حمایت ہو جائے. اس کے بعد کہ (جھوٹا فرد) دایرہ میں داخل ہوگیا، (یہ حمایت) اللہ تعالی کے بندوں پر مہربانی کی وجہ سے ہے اگرچہ کہ ان لوگوں پر ان افراد سے جو اس دایرہ میں موجود ہیں ان سے پیروی کرنے پر کوئی عذر نہیں. یہ آیہ اس دایرہ (کے افراد) پر منطبق ہو سکتا ہے اور یہ تطبیق کرنا واجب اور الزام آور (ضروری) نہیں. تیسرا دایرہ، جھوٹے افراد کے داخل ہونے سے محفوظ نہیں اور حتی جھوٹے افراد کا دایرہ ہے اور پر واضح ہے کہ یہ دایرہ جھوٹ بولنے والوں کا دایرہ ہے؛ بالکل کوئی دلیل موجود نہیں جو کہ اس دایرہ میں موجود جھوٹے افراد کی حمایت کرے، نہ ان کے داخل ہونے سے پہلے نہ داخل ہونے کے بعد اور آیہ کے مصداق یہ دایرہ نہیں.

نتیجتاً متوجہ ہونا چاہیے کہ ہمارا کلام ادعای نص تشخیص کے ناممکن ہونے کے بارے میں ہے؛ وہ نص جو کہ گمراہی سے بچانے پر وصف کی گئی ہے؛ لیکن منصب الہی کا ادعا کرنا کلی طور پر ممنوع نہیں. منصب الہی یا رسالت یا زمین پر خلافت الہی کا ادعا کرنا باطل اور سفیہانہ (احمقانہ) ہے اور وصیت (نص تشخیصی) سے استدلال کیے بغیر بہت بار واقع ہو چکا ہے اور اگرچہ وہ فرد جو باطل کا ادعا کرے کچھ مدت تک زندہ رہ سکتا ہے اس افراد کا مثال، مسلیمہ کذاب ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ادعای نبوت کیا اور مسلیمہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد بھی زندہ تھا. اللہ کی گواہی اور نص الہی اور وصیت کے بغیر ادعا کرنا بی فایدہ اور سفیہانہ ادعا ہے اور جو بھی فرد اس باطل مدعی کی تصدیق کرے اللہ تعالی کی محضر میں اس کا کوئی عذر قبول نہیں.

اسی لیے، مقصد، مطلق طور پر ادعای اهل باطل کا ممنوع ہونا نہیں، بلکہ مقصد ادعای «نص تشخیصی» کا ممنوع ہونا ہے، وہ نص جس کا وصف یہ ہے کہ گمراہی سے بچاتی ہے اس افراد کو جو اس سے تمسک کرتے ہیں. یہ وہی خلیفہ خدا کی وصیت لوگوں کے لیے ہے. یہ ممنوع ہونے کو عقلی طور پر اثبات کیے ہیں اور نص قرآنی اور روایی بھی اس کو تائید کرتی ہیں. واقعیت بھی اس بات کو تائید کرتی ہے؛ اس نص کو سدیوں سال گزر جانا، کوئی بھی فرد کے بغیر جو اس کی ادعا کرے، اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے! تورات میں رسولوں کی وصیت اور عیسی علیہ السلام کی وصیت سے سدیوں سال گزر چکے ہیں اور محمد ﷺ اور ان کے اوصیاء کے بغیر کوئی فرد اس کی ادعا نہیں کیا جیسے کہ حضور ﷺ کی وصیت کو اماموں علیہم السلام کے علاوہ کسی اور نے ادعا نہیں کیا. امام رضا علیہ السلام اس واقعیت (حقیقت) کو جاثلیق پر دلیل کے طور پر لایا. اس کے بعد کہ تورات اور انجیل سے، پچھلے نبیوں کی نص کو محمد رسول اللہ ﷺ پر بیان فرمایا، جاثلیق نے اس طرح دلیل لایا کہ نصوں کا ادعا کرنے کا امکان ایک

سے زیادہ افراد کے ذریعہ ممکن ہے، امام رضا علیہ السلام کا دلیل جاثلیق کے لیے یہ تھا کہ وصیتوں کو باطل افراد نے ادعا نہیں کیے، یہ نص مدعی کی پہچان کے لیے ہے. جاثلیق نے کہا: «... لیکن ہمارے لیے یہ ثابت نہیں ہوا کہ یہ فرد وہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے. اس لیے کہ صرف اس کا نام ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اس کی نبوت پر اقرار نہیں کر سکتے ہیں اور ہم شک کرتے ہیں کہ یہ فرد وہی آپ کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے...». امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: «تم شک پہ استدلال کیا! کیا اللہ تعالی پہلے یا ان کے بعد، آدم کے دور سے آج تک، ایسے نبی جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو، رسالت پہ مبعوث کیا؟ جب کہ تمام نبیوں پر بھیجی گئی تمام کتابوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ (کسی اور کو) دیکھتے ہیں؟!» (وہ لوگ) جواب دینے سے عاجز ہو گئے![1]

پچھلے اوصیا کے استدلال اس نص پہ، اس افراد پر جو ان پر ایمان رکھتے ہیں، حجت ہے. عیسی علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پہ استدلال کیے ہیں. عیسی علیہ السلام پچھلے نبیوں کے نص سے دلیل لایا، حال آنکہ (عیسی علیہ السلام) ان کے فوراً بعد نہیں آئے جیسے کہ قرآن میں ذکر ہوا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیسی علیہ السلام کی نص پہ استدلال کیا اور اسی طرح ان پر عیسی علیہ السلام سے پہلے والے نبیوں کی نص پہ. اللہ تعالی فرماتا ہے: «وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِى إِسْرَائِيلَ إِنِّى رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَى مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِى مِن بَعْدِى اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ»[2]؛ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کے اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں۔ (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے.)

«الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِىَّ الأُمِّىَّ الَّذِى يَجِدُونَهُ مَكْتُوباً عِندَهُمْ فِى التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالأَغْلاَلَ الَّتِى كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُواْ بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُواْ النُّورَ الَّذِى أُنزِلَ مَعَهُ أُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ»[3] (جو لوگ کہ رسولِ ام القریٰ (مکہ) کا اتباع کرتے ہیں جس کا ذکر اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ وہ نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے اور خبیث چیزوں کو

---

[1]- اثبات الہداۃ، ج1، ص194-195.

[2]- صف، 6

[3]- اعراف، 157.

حرام قرار دیتا ہے اور ان پر سے احکام کے سنگین بوجھ اور قید و بند کو اٹھا دیتا ہے پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اس کا احترام کیا اس کی امداد کی اور اس نور کا اتباع کیا جو اس کے ساتھ نازل ہوا ہے وہی در حقیقت فلاح یافتہ اور کامیاب ہیں)

اللہ تعالی قرآن میں بیان فرماتا ہے کہ اگر محمد ﷺ کا ادعا باطل ہو (جو کہ کبھی ایسا نہیں) اللہ تعالی ان کو صرف ادعا کرنے پر نہیں چھوڑے گا، کیونکہ اللہ تعالی نص کا محفوظ رکھنے اور اھل باطل کے ادعا کرنے سے محافظت کی ذمہ داری لی ہے یا اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالی کی ذمہ داری ہے کہ ان لوگ کو (ادعای) نص سے روک دے۔«فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ* وَمَا لَا تُبْصِرُونَ* إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ* وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلاً مَا تُؤْمِنُونَ* وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلاً مَا تَذَكَّرُونَ* تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ* وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ* لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ* ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ* فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ* وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ* وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُم مُّكَذِّبِينَ* وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ* وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ* فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ»[1] (تو ہم کو ان چیزوں کی قسم جو تم کو نظر آتی ہیں اور ان کی جو نظر میں نہیں آتی کہ یہ (قرآن) فرشتۂ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ مگر تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو اور نہ کسی کاہن کے مزخرفات ہیں۔ لیکن تم لوگ بہت ہی کم فکر کرتے ہو یہ تو) پروردگار عالم کا اُتارا (ہوا) ہے اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنالاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا اور یہ (کتاب) تو پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اس کو جھٹلانے والے ہیں نیز یہ کافروں کے لئے (موجب) حسرت ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہ برحق قابل یقین ہے سو تم اپنے پروردگار عزوجل کے نام کی تنزیہ کرتے رہو۔)

یہ وہی وصیت ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی شب وفات میں لکھے ہیں اور ہزاروں سال سے کتابوں میں موجود ہے. ہر کوئی اس کو پڑھ سکتا ہے اور اس سے باخبر ہو سکتا ہے لیکن باطل افراد کے لیے اس کا مدعی ہونا ممکن نہیں ہے۔ اگر چہ یہ افراد بہت ہوں گے۔ اللہ تعالی ہر جھوٹے مدعی کو وصیت (کے ادعا کرنے سے) روکا ہے. اس کے باوجود کہ بہت سارے لوگ نبوت، امامت اور مھدویت کے مدعی تھے، لیکن کبھی بھی ان کے لیے یہ امکان موجود ہی نہیں تھا کہ حجاب الہی جو اس وصیت پر موجود ہے اسے ہٹادے، اور وصیت کا ادعا کرے. یہ حقیقت، اس بات کی تاکید کرتی ہے جو پہلا کہا ہے؛ یہ کہ اس تحریر کو اس طرح وصف کرنا کہ اپنی ذات میں

[1] - حاقہ، 38-52

گمراہی سے روکتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا (اصلی) صاحب کے علاوہ کوئی بھی فرد اس کا ادعا نہیں کر سکتا ہے؛ وہی فرد جو کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ نتیجتاً کوئی بھی فرد وصیت کا ادعا کرے، وہ سچے اور اس کا (اصلی) صاحب ہے۔

یہ بات ایک مکمل دلیل اور اس دعوت کی حقانیت پر حجت کے طور پر کافی ہے۔ کوئی بھی فرد جو کہ حق کے تلاش میں ہے یا چاہتا ہے کہ اس دعوت کو برحق ہونے کا معلوم کرے تو اس کے لیے وصیت ہی کافی ہے، اور یہ کہ میں نے ادعا کیا کہ اس میں مذکور ہوں! دیگر متعدد دلایل بھی موجود ہیں، مثلاً دین خدا اور خلقت کی حقایق پر علم رکھنا، اور پرچم «البیعت للہ» (بیعت صرف اللہ تعالی کے لیے ہے) لہرانے میں منفرد اور واحد ہونا اور ویسے ہی اللہ کی جانب سے براہ راست نص، رویا[1] (سچے خواب) کے ذریعہ لوگوں کو وحی کرنا اور لوگوں کو اللہ تعالی کی شہادت (گواہی) دینے کے دوسرے راستے، زمین پر خلفائے الہی کے لیے، جیسے کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کی خلافت کو وحی کہ ذریعہ گواہی دیئے ہیں۔ اللہ تعالی بہت سارے لوگوں کے لیے جو کہ مکان کے لحاظ سے ایک دوسرے سے الگ الگ اور جدا تھے اور اس طرح کہ ان کی جھوٹ پر ملی بھگت نا ممکن ہو، گواہی دیا ہے کہ احمد الحسن علیہ السلام حق اور زمین پر خلیفہ الہی ہے۔[2] اللہ تعالی نے فرمایا ہے: «وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولاً وَكَفَى بِاللّهِ شَهِيداً»[3] (اور اے پیغمبر ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے رسول بنایا ہے اور خدا گواہی کے لئے کافی ہے).

اللہ تعالی نے فرمایا ہے: «لَّـكِنِ اللّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلآئِكَةُ يَشْهَدُونَ وَكَفَى بِاللّهِ شَهِيداً»[4] (یہ مانیں یا نہ مانیں لیکن خدا نے جو کچھ آپ پر نازل کیا ہے وہ خود اس کی گواہی دیتا ہے کہ اس نے اسے اپنے علم سے نازل کیا ہے اور ملائکہ بھی گواہی دیتے ہیں اور خدا خود بھی شہادت کے لئے کافی ہے).

---

[1] - ابو الفتح کراجی روایت کرتا ہے: علی علیہ السلام نے فرمایا: «مومن کی رویا، اس کلام کے حکم میں ہے جو اللہ تعالی اس سے کرتا ہے». (کنز الفوائد: ص 211)

[2] - امام مهدی علیہ السلام کے انصار اپنے خوابیں جس میں اللہ تعالی نے گواہی دیا ہے، صوتی اور مکتوب، بیان کیے ہیں، جبکہ وہ ایک دوسرے سے الگ اور مختلف ملکوں اور اقوام میں ہیں۔ دعوت مبارک یمانی کی آفیشل وب سائٹ میں ان گواہیوں کی ایک کثیر تعداد موجود ہیں۔

[3] - نساء: 79

[4] - نساء: 166

ویسے ہی اہل سنت کے مسلمانوں کے لیے، حضور ﷺ نے انہیں مھدی کو مدد پہنچانے میں حوصلہ افزائی فرمایا اور ان کو «خلیفہ اللہ المھدی» پکارا ہے، جس طرح کہ اہل سنت کی کتابوں میں صحیح روایات میں آیا ہے.[1] میں ان کے پاس آیا جبکہ میرا نام حضور ﷺ کے نام کی مانند (احمد) ہے اور میرا اوالد کا نام حضور ﷺ کے والد کا نام کی مانند (اسماعیل) ہے. جیسے کے روایات میں ان کی طرف اشارہ ہوا ہے.[2] اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «میں دو قربانیوں کا بیٹا ہوں، عبد اللہ و اسماعیل».[3] میں آپ کے لیے نص تشخیصی لیکر آیا ہوں جو اس خصوصیت پہ وصف ہوئی ہے جو فرد اسے تھام لے (وہ) گمراہی سے بچانے والی ہے۔ علم کے ساتھ آیا ہوں، اور "البیعت للہ" کا پرچم لہرانے میں منفرد اور واحد ہوں۔

اے امت محمد ﷺ! اللہ تعالی سے ڈریں اور حق کی اعتراف کریں اور خلیفہ خدا، مھدی سے تبیعیت کریں؛وہی فرد جوکہ رسول اللہ ﷺ تمہیں ان کی مدد کے لیے کہاہے اگرچہ سینے کے بل برفوں پر جانا پڑے۔اپنے نبی کی یگانہ وصیت پر ایمان لائیں تاکہ دنیااورآخرت میں نجات پائے۔

---

[1] - ابن ماجہ کہتا ہے: ... ثوبان نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «آپ کے خزانے کے پاس، تین افراد مر جائیں گے جو کہ وہ سب خلیفہ کے اولاد ہیں اور ان میں سے کسی کو (خلافت) نہیں ملے گا. پھر سیاہ پرچمیں مشرق کی جانب سے آئیں گے اور آپ سے جنگ کریں گے، جس طرح کہ کسی گروہ کے ساتھ (اس طرح) نہیں جنگ کیے ہیں.» اس کے بعد ایک بات کا تذکرہ کیا جو میرے ذھن میں نہیں، پھر انھوں نے فرمایا: «جب اس کو دیکھوگے، اس سے بیعت کریں، اگرچہ برفوں پر سینہ کے بل جانا پڑے، کیونکہ وہ خلیفہ خدا مھدی ہے.» زوائد میں: اس حدیث کا سند صحیح اور اس کا رجال ثقہ ہیں. حاکم مستدرک میں بھی اس کی روایت کی ہے اور کہا ہے؛ شیخین کے شرط سے یہ صحیح ہے. (سنن ابن ماجہ، ج2، ص1367)

[2] - حاکم کہتا ہے: ... عبداللہ بن مسعود سے: حضور ﷺ نے فرمایا: «دنوں اور راتیں نہیں گزرتے ہیں مگر میرے اہل بیت میں سے ایک مرد حکومت کرے گا جس کا نام میرے نام کی شبیہ اور اس کا والد کا نام میرے والد کے نام کی شبیہ ہے، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح کہ ظلم و جور سے بھر چکا ہوگا» (المستدرک، ج4، ص442)

[3] - خصال صدوق، ص 56؛ عیون اخبار رضا علیہ السلام، ج 1، ص 189؛ مستدرک حاکم، ج 2، ص 559؛ نیل الاوطار شوکانی، ج 9، ص 164. مسلمان تردید نہیں کرتا کہ حضور ﷺ اسماعیل کا بیٹا ہے اور جس طرح یہودیوں نے ادعا کیا ہے، وہ فرزند اسحاق نہیں.

دوسرا سوال:

ابن مسکان سے ابو بصیر سے امام باقرؑ یا صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالی کے اس کلام کُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالأقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ» (تمہارے اوپر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت سامنے آجائے تو اگر کوئی خیر و نیکی چھوڑا ہے تو اپنے ماں باپ اور قرابتداروں کے لئے وصیت کردے یہ صاحبان تقوی پر ایک طرح کا حق ہے) انھوں نے فرمایا: «یہ آیہ نسخ ہو گئی ہے، آیہ فرایض جو کہ ارث کے بارے میں ہے، اسے نسخ کی ہے: «فَمَن بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ »(اس کے بعد وصیت کو سن کر جو شخص تبدیل کردے گا اس کا گناہ تبدیل کرنے والے پر ہوگا تم پر نہیں) یعنی اس وصی پر». [1]

کیا یہ آیہ نسخ ہو گئی ہے؟ وصیت جو مکلّف پر واجب ہے، وہ کیا ہے؟

جواب

«خیر» (اچھائی) اس آیہ میں، صرف امول اور جائیداد پر اطلاق نہیں ہوتا[2]، اگر آیہ منسوخ ہے، نسخ ہونے کا حکم اس اموال اور جائیداد جو ورثہ میں تقسیم ہوتے ہیں، اس سے تجاوز نہیں کرتا ہے یعنی ارث سے متعلق نازل کی گئی آیات کے بعد وصیت، جائیداد اور مادی اموال پر جو ورثہ کے درمیان تقسیم ہوتے ہیں، واجب نہیں. یعنی وصیت $\frac{2}{3}$ اموال پر واجب نہیں[3]؛ لیکن آیہ کا حکم اس مقدار کے علاوہ ساری اور جاری ہے.

---

[1]- تفسیر عیاشی، ج1، ص 77.

[2]- یہ مطلب واضح ہے کہ اللہ سبحانہ، حکمت کو «خیر کثیر» (فراوان نیکیاں) پہ وصف کیا ہے، جب کہ حکمت نہ مال ہے نہ کوئی جائیداد، اللہ تعالی فرماتا ہے: «يُؤتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْراً كَثِيراً وَمَا يَذَّكَّرُ إِلاَّ أُوْلُواْ الأَلْبَابِ» (وہ جس کو بھی چاہتا ہے حکمت عطا کردیتا ہے اور جسے حکمت عطا کردی جائے اسے گویا خیر کثیر عطا کردیا گیا اور اس بات کو صاحبانِ عقل کے علاوہ کوئی نہیں سمجھتا ہے) (بقرہ: 269).

[3]- اس کا مطلب یہ ہے کہ میت کے اموال تین حصہ پہ منقسم ہوتے ہیں: (2/3) ورثہ کے لیے ہیں جو اس شخص کی وفات کے بعد ان کے درمیان تقسیم ہوگا، اور (1/3) میت کی وصیت پر عملدرآمد کرنے کے لیے ہے. آیہ ارث کی نزول سے پہلے، میت پر فرض تھا کہ آیہ کا حکم

اور اس ادعا کا امکان موجود نہیں کہ (کہہ سکے) ارث کی آیات، اس کو نسخ کیا ہے.

محمد بن مسلم کہتا ہے: وارث کے لیے وصیت کے بارے میں ابی جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال پوچھا. انھوں نے فرمایاڑ «جائز ہے» پھر اس آیہ کی تلاوت فرمایا: «إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ» (اگر کوئی خیر و نیکی چھوڑا ہے تو اپنے ماں باپ اور قرابتداروں کے لیے وصیت کرنا واجب ہے)[1].

یہ آیہ صراحت کے ساتھ، مومن کے لیے ایک تھائی کی کیفیت جس پر وصیت کرنا واجب ہے، بیان کرتا ہے یہ اس بات پر مبنی ہے کہ اس کی وصیت کرنا واجب ہے، یا اس کے کچھ حصہ اپنے زمانہ کے خلیفہ خدا کے لیے وصیت کریں. جس طرح ان سے روایت کی گئی ہے. جی ہاں، خلیفہ خدا کو اختیار ہے کہ اس واجب کو ساقط کردے، جس طرح کہ (خلیفہ خدا) حق رکھتا ہے کہ خمس کو ساقط کرے کیونکہ یہ وہ اموال ہے جو اس کے لیے مختص ہیں اور وہ جب بھی چاہے اسے ساقط کر سکتا ہے؛ یہ وہی اموال ہے جس سے (خلیفہ خدا) امت اور فقرا کی سرپرستی کرتا ہے اور اس سے خلیفہ خدا کا حکم ان کے زمین پر انجام پاتا ہے.[2]

سماعہ بن مھران، امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالی کے اس کلام: «الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ» (اپنے ماں باپ اور قرابتداروں کے لئے نیک وصیت صاحبان تقوی پر ایک طرح کا حق ہے) کے بارے میں فرماتا ہے: «یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالی صاحب الامر کے لیے قرار دیا ہے» میں نے عرض کیا: کیا

کے مطابق، اپنے تمام اموال کی وصیت کرے: «كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ» (جب آپ کی موت سامنے آجائے واجب ہے....)؛ لیکن آیہ ارث نازل ہونے کے بعد، (2/3) پر وصیت کی واجب ہونا نسخ ہوا، یعنی وہ مال جو ورثہ کے درمیان تقسیم ہوتا ہے، لیکن (1/3) پر وصیت کرنا باقی ہے (نسخ نہیں ہوا) اور وصیت تقوی الہی پہ اور خلیفہ خدا کو مدد کرنا اپنے حکم پر باقی رہتا ہے اور آیہ ارث سے نسخ نہیں ہوتا.

[1]- الکافی: ج7 ص10.

[2]- کلینی نے روایت کیا ہے: 25-... محمد بن زید طبری کہتا ہے: فارس کے تاجروں سے ایک مرد جو کہ امام رضا علیہ السلام کے چاہنے والوں میں سے تھا، آنحضرت کو ایک خط لکھا اور (خط میں) آنحضرت سے خمس میں (تصرف کرنے کی) اجازت مانگی، آنحضرت نے (خط کے جواب میں) لکھے ہیں: «بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ تعالی وسعت دینے والا اور کریم ہے، وہ ضمانت کیا ہے کہ عمل (اعمال) کے مقابل ثواب دے، اور فقر پر، اندوہ. کوئی بھی مال حلال نہیں مگر اس جگہ سے جہاں اللہ نے حلال کیا ہے اور خمس ایک مدد ہے ہمارے لیے اور ہمارے دین کے لیے اور ہمارے اہل بیت اور چاہنے والوں کے لیے...» (کافی، ج1، ص547)

اس کے کوئی مقدار ہے؟ انھوں نے فرمایا: «جی ہاں» میں نے عرض کیا: کتنے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: «اس کے کمترین مقدار ایک تھائی کے ایک تھائی»۔ [1]

عمار بن مروان کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالی کے کلام کے بارے میں پوچھا: «إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ» (اگر کوی خیر چھوڑاہے، تو وصیت کردے) انھوں نے فرمایا: «یہ وہ حق ہے جو کہ اللہ تعالی لوگوں کے اموال میں صاحب الامر کے لیے قرار دیا ہے»، (راوی) کہتا ہے: میں نے عرض کیا: کتنے مقدار؟ انھوں نے فرمایا: «اس کا کم ترین مقدار 1/6 اور اس کا سب سے زیادہ مقدار ایک تھائی ہے»۔ [2]

احمد بن محمد یساری کتاب تنزیل و تحریف میں اللہ تعالی کے اس کلام «اگر کوئی خیر چھوڑا ہے تو وصیت کردے» کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: «یہ وہ حق ہے جو اللہ تعالی، صاحب الامر کے لیے ایک تھائی (کے مقدار میں) واجب قرار دیا ہے» ان سے سوال کیا گیا: کتنے مقدار؟ انھوں نے فرمایا: «اس کے کم ترین مقدار، مال کا ایک تھائی اور مال کا باقی حصہ جتنے میت چاہتا ہے (وصیت کرے)»۔ [3]

ویسے ہی تقوی الہی اور لوگوں کو زمین پر خلیفہ خدا کی نصرت دینے کی رغبت دلانے پر وصیت کرنا، خصوصاً ان شخص کے لیے جو کہ سوچتا ہے کہ اس کی بات یا وصیت ان افراد کے لیے جو اس (وصیت کو) خود کی موت کے بعد پڑھتے ہیں، حق کی پہچان اور خلیفہ خدا کی نصرت میں موثر ہے، فرض کیا گیا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام اس شخص کے پاس جو کوئی اموال موجود نہیں تھا وصیت ترک کرنے پر امر نہیں کیا، بلکہ اس کو امر فرمایا تا کہ اسے ترک نہ کرے اور تقوی الہی پہ وصیت کرے۔

امام صادق علیہ السلام اپنے والد کے والد (اور وہ) امیر المومنین علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں: «کوئی غریب شخص امیر المومنین کے ہاں آیا۔ عرض کیا: اے امیر المومنین کیا میں وصیت کروں؟ انھوں نے فرمایا: «تقوای الہی پہ وصیت کرو، لیکن مال کو اپنے ورثہ کے لیے چھوڑ دو، کیونکہ (مال) کم اور فانی ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے: «اگر کوئی خیر چھوڑا ہے» اور تم نے کوئی خیر نہیں چھوڑا جس پہ وصیت کروگے»[4]

---

[1] - من لایحضرہ الفقیہ، ج4، ص235.

[2] - مستدرک الوسائل، ج14، ص143.

[3] - مستدرک الوسائل، ج14، ص143

[4] - مستدرک الوسائل، ج14، ص141

لیکن زمین پر خلیفہ خدا یا علی الخصوص رسول اللہ ﷺ کے لیے، واضح ہے کہ آنخضرت بہت عظیم خیر چھوڑ گئے ہیں (اور وہ) زمین پر منصب خلافت الہی ہے.[1] اس کے بعد کہ (آنخضرت) وفات پا گئے خلیفہ الہی، وہ فرد ہے جس کے ذریعہ احکام لوگوں تک پہنچتا ہے، حال کیسا ہو سکتا ہے اس فرد کی نسبت جو ان کا جانشین ہے، وصیت نہ کرے؟!

اس کے علاوہ، اس آیہ میں دو الفاظ صراحت سے بیان کیا گیا ہے کہ موت کا وقت وصیت کرنا واجب ہے: «كُتِبَ ، حَقًّا عَلَى» (واجب ہوگیا، ان پر حق ہے) پھر صحیح نہیں کہ صاحب شریعت اس سے روگردان ہو جائے کیونکہ اس سے روگردان ہونا ایک قبیح اور ناپسندیدہ عمل ہے[2]؛ کیسے ہو سکتا ہے محمد ﷺ وفات کا وقت وصیت کرنے سے روگردان ہو جائے، حالانکہ کافی وقت اس (وصیت) کو لکھنے کے لیے موجود تھا، حتی اس کے بعد کہ ان کو لوگوں اور شہودوں کے سامنے اس (وصیت) کو جمعرات کا دن لکھنے سے روک دیئے ہیں.[3] کیا علی علیہ السلام، سلمان، ابوذر، مقداد، عمار اور ان کے علاوہ لوگ ہونے کے باوجود، وہ افراد جو وصیت لکھنے کو تایید کیے

---

[1] ۔لوگوں کی امامت اور ھدایت عظیم خیر اور فضیلت الہی ہے جو کہ اللہ تعالی اپنے مخصوص آقاوں اور خلفاء کے لیے زمین پر قرار دیا ہے. اسی وجہ سے لوگوں میں ائمہ علیہم السلام کے لیے حسد پیدا ہوگیا. کلینی روایت کرتا ہے: ....برید عجلی کہتا ہے. امام باقر علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے اس کلام کے بارے میں پوچھا: «أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ» (اور اللہ اور رسول اور صاحبان امر سے پیروی کریں) ان کا جواب یہ تھا: ...«أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ» (کیا لوگوں نے ان فضایل کے نسبت جو اللہ تعالی ان کو عطا کیا ہے، حسد کرتے ہیں). ہم وہ گروہ ہیں کہ امامت کی وجہ سے جو ہمیں عطا کیا گیا ہے نہ کسی دوسرے لوگوں کو، (اس وجہ سے) ہم پر حسد کیا گیا. «فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا» (ابراہیم کی خاندان کو کتاب و حکمت عطا کیے اور عظیم بادشاہت ان کو عطا کیے) انھوں نے فرمایا: «ان کے درمیاں نبیوں، رسولوں اور اماموں کو قرار دیا ہے. کیسے خاندان ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اس بات کی اقرار کرتے ہیں لیکن آل محمد ﷺ کے بارے میں اس کا انکار کرتے ہیں...»

[2] ۔ کیونکہ یہ کام اللہ کے ناطق کتاب سے واضح مخالفت ہے، مخالفت اس سے کہ وفات کا وقت، وصیت کرنا واجب ہے. افزون بر آن یہ کہ حضور ﷺ وصیت کو قیامت تک گمراہی سے بچانے والی تحریر پہ وصف فرمایا ہے، اس تحریر کے بیان کو ترک کرنا، قطعی طور پہ قبیح عمل ہے.

[3] ۔کچھ روایات رزیہ الخمیس (جمعرات کی مصیبت) کے بارے میں، صحیح بخاری و مسلم کی کتابوں اور ویسے بھی شیعہ کتابوں میں بیان کیا گیا؛ ان حصوں پہ رجوع کریں.

ہیں، (ان کے علاوہ) کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے اصحاب میں سے دو عادل گواہ موجود نہیں تھے؟![1] کیا وقت موجود نہیں تھا، حال آنکہ تین شبانہ روز ان کے پاس وقت موجود تھا!؟

میں نہیں سوچتا ہوں، کوئی بھی فرد جو رسول اللہ ﷺ کا احترام کرتا ہے، کہے: آنحضرت تحریر «وصیت» لکھنے کو ترک کیے ہیں؛ وہ تحریر جو قیامت کا دن تک امت کو گمراہی سے بچانے پر وصف کی گئی ہے.

شیعیوں کے کچھ افراد کی بات جو کہ ادعای علم کرتے ہیں، صحیح نہیں: « قطعی طور پر، وصیت کی تحریر کرنے کو ترک کرنا بہتر ہے، کیونکہ وہ افراد جنھوں نے جمعرات کا دن اس (وصیت) لکھنے پر اعتراض کیے اور کہے: وہ ہذیان کہہ رہا ہے، یا درد اس پر غلبہ کی ہے (یعنی عمر اور اس کا گروہ) حضور ﷺ کی وفات کے بعد (بھی) وصیت لکھتے وقت حضور ﷺ کی عقلانی طاقت کی صحت پر طعنہ مارنے سے دست بردار نہیں ہوتے، جس طرح «رزیہ الخمیس» (جمعرات کے المئے) میں اس کام کو سرانجام دیئے.»[2]

ان کی یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ یہ بات اس وقت ممکن تھا کہ وصیت اعتراض کرنے والوں کے لیے، تحریر اور آشکار ہو جاتا، لیکن اگر علی علیہ السلام کے لیے اور ان اصحاب کے لیے جو ان کو قبول کرتے ہیں، لکھ دیا جائے، اعتراض کرنے والوں کو آشکار ہوئے بغیر، (تو اس صورت میں) رسول اللہ ﷺ پہ کوئی طعنہ وارد نہیں اور اسی صورت حال میں وصیت کو تحریر کرنے کا مقصد محقق ہو جائے گا؛ یہ کہ یہ وصیت اس امت کے بعد میں آنے والوں کو ملے اور قیامت کا دن تک، گمراہی کو اس امت سے منتفی کرے.

جی ہاں، اس افراد کے لیے جو «فقہ» کا ادعا کرتے ہیں. جائز ہے کہ اس بات کو کہے، اسی دلیل کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اسی موقع پر وصیت لکھنے پہ اصرار نہیں فرمایا، یعنی جمعرات کے واقعہ میں لیکن نہ مطلق اور ہمیشہ کے لیے!

---

[1] - جی ہاں خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمایا اور کچھ صالح افراد کو اس پر گواہ بنایا سلیم بن قیس ھلالی کہتا ہے: امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: «اے طلحہ کیا تم گواہ نہیں تھا جب رسول اللہ ﷺ کتف (کاغذ) مانگے تا اس میں کچھ لکھے تاکہ امت گمراہ نہ ہو جائے اور ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرے، تمہارا دوست وہ بات کہہ دیا (رسول اللہ ھذیان کہہ رہا ہے) رسول اللہ ﷺ غصہ ہوگئے اور وہ کام بجا نہیں لائے؟». (طلحہ نے) کہا: جی ہاں، اس ماجرا کا میں گواہ ہوں. علی علیہ السلام نے فرمایا: «جب تم لوگ باہر چلے گئے، رسول اللہ ﷺ مجھے جس چیز کے بارے میں لکھنا اور لوگوں کو اس پر گواہ بنانا چاہتے تھے آگاہ فرمایا. جبرئیل نے ان کو خبر دیا: اللہ عزوجل (آپ کی امت) کی اختلاف اور جدائی کو جانتا ہے، پھر (آنحضرت) صحیفہ مانگے اور مجھ سے جو کتف (کاغذ) پر لکھنا چاہتے تھے املا (تحریر) فرمایا اور اس پر تین لوگوں کو گواہ بنایا: سلمان، ابوذر و مقداد، اور ھدایت کے اماموں کا نام جنھیں اطاعت کرنے پر کہا گیا ہے (ان کو) قیامت کے دن تک بیان فرمایا...» (کتاب سلیم بن قیس، ج3، ص722)

[2] - مراجعات سید شرف الدین، ص357؛ مکاتیب الرسول میانجی، ج3، ص722

یہ بات واضح ہے! کیا وہ فرد جو رمضان کا ایک دن کا روزہ نہیں رکھ سکتا کیا وہ مطلق طور پہ روزہ رکھنے سے باز آئے گا یا کہ دوسرا دن جس میں اس کے لیے روزہ رکھنے کا امکان ہو، روزہ رکھے گا؟ کیا وہ فرد جو ایک مکان میں، نجاست موجود ہونے کہ وجہ سے، نماز نہیں پڑھ سکتا، نماز ہی نہیں پڑھے گا یا کسی دوسری جگہ نماز پڑھے گا؟

رسول اللہ ﷺ کی تحریر وفات کے وقت (وصیت)، روزہ اور نماز سے بڑھ کر بہت بڑا مسالہ ہے، اور اللہ تعالی اپنے اس کلام کے ذریعہ، اس کو حضور ﷺ پر فرض کیا ہے «كُتِبَ ، حَقًّا عَلَىَ» (واجب ہو گیا، ان پر حق ہے) اور حضور ﷺ اس وصیت کو یوں توصیف فرمایا ہے کہ امت کو قیامت کا دن تک گمراہی سے بچاتی ہے؛ حال یہ کیسے ممکن ہے رسول اللہ ﷺ محض اس لیے کہ ایک گروہ نے جمعرات میں اس (وصیت) کو تحریر کرنے پہ اعتراض کیا، اس کو مطلق طور پر ترک فرمایا؟!

حقیقت میں یہ ایک بہت بڑا اور خطرناک مسائلہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو وفات کے وقت وصیت تحریر نہ کرنے پر متہم کیا ہے؛ کیونکہ یہ اتہام رسول اللہ ﷺ پر وارد ہو گا کہ وہ جو اللہ تعالی ان کو امر کیا اسے چھوڑ دیا اس حالت میں کہ اس کا انجام دینے اور قائم کرنے کا امکان ان کے لیے موجود تھا اس حال میں کہ اللہ تعالی وصیت لکھنے کو آقا اور پرهیزگاروں کے امام کو ایک ہی آیہ میں دو بار واجب قرار دیا ہے، اس کلام میں: «كُتِبَ ، حَقًّا عَلَىَ» (واجب ہو گیا، ان پر حق ہے). «كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْراً الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالأقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقّاً عَلَى الْمُتَّقِينَ»[1] (تمھارے اوپر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آجائے تو اگر وہ کچھ خیر (اور نیکی) چھوڑ جانے والا ہو تو ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے نیک وصیت کردے یہ (وصیت کرنا) صاحبان تقوی پر ایک حق ہے). آج فلان شخص یا کوئی اور فرد آکر یہ کہتے ہیں: محمد ﷺ وہ وصیت جو ثقلین کو واضح کرتی ہے نہیں لکھے ہیں!!

یہ فرد بڑے آسانی سے رسول اللہ ﷺ پر تہمت لگایا کہ آنحضرت اللہ سے نافرمانی کیے ہیں؛ کیونکہ واحد روایت کی گئی حدیث وصیت اس کے ہوای نفس کے مطابق نہیں کیونکہ اس میں مهدیین اور ان کا پہلا مذکور ہیں. اس لیے کوئی عجب نہیں کہ وہ کہے: رسول اللہ ﷺ وصیت ہی نہیں فرمائی. کیا ہوای نفس سے پیروی، اس سے زیادہ واضح ہو سکتا ہے؟!!

---

[1] - بقرہ، 180

مصیبت یہ ہے کہ کچھ لوگ ادعا کرتے ہیں وہ مطالب جو کہ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے گمان کے مطابق نہیں لکھے ہیں، وہ لوگ جانتے ہیں؛ اس بنا کہ وصیت صرف بیعت غدیر اور مختصر حدیث ثقلین پر ایک تاکید ہی تھا[1]؛ اسی لیے (جمعرات کے) اس مصیبت بار واقعہ کے بعد، آنحضرت ﷺ اس کی طرف کوئی اہتمام نہیں کیا اور اس (وصیت) کو ان لوگوں کے گمان کے مطابق نہیں لکھا؛ حتیٰ اس مسکین افراد کے لیے جو اس کو مانتے ہیں، مثلاً عمار، ابوذر و مقداد اور حتیٰ اس (وصیت) کو علی علیہ السلام کے لیے بھی نہیں لکھا تاکہ اسے ان افراد تک پہنچادے جو اسے مانتے ہیں اور وہ تمام افراد جو اگلے نسلوں میں ہوں گے ضایع اور گمراہ نہ ہوجائے اور امت گمراہی سے در امان رہے۔[2]

مجھے نہیں پتا وہ کہاں سے یقین رکھتے ہیں کہ وصیت صرف تکرار یا تاکید واقعہ غدیر یا دوسرے حادثات اور رسول اللہ ﷺ کے پچھلے کلام ہے، حدیث مختصر ثقلین کی مانند، اس کے باوجود کہ آنحضرت ﷺ پیغمبر اور اللہ کی جانب سے رسول ہیں اور وحی ان پر مستمر ہے، اور ان کی رسالت لوگوں کے لیے جاری ہے حتیٰ ان کی زندگی کے آخری لحات میں۔ کیا اللہ تعالیٰ ان لوگ کو خبردار کیا ہے کہ مثلاً ایک دن یا ایک مہینہ یا دو مہینے ان کی وفات سے پہلے، کوئی نئی چیز یا تفاصیل محمد ﷺ کو وحی نہیں کرے گا، جو کہ ثقلین کے کسی ایک کے بارے میں ہو اور وہ وہی ان کے بعد کے اوصیا اور ان کے نام اور ان میں سے کسی خصوصیات کے بارے میں ہیں وہ امور جو قیامت تک لوگوں کو گمراہ ہونے سے روکتا ہے، اس کے باوجود کہ یہ بات حکمت کے موافق ہے؟! جب اللہ تعالیٰ ان مدعیوں کو کوئی چیز وحی نہیں کیا، (تو وہ) کیسے یقین رکھتے ہیں کہ وصیت صرف ماضی کا تکرار ہے اس وجہ سے ان کا گمان کے مطابق بہتر ہے کہ «رزیہ الخمیس» (جمعرات کے مصیبت) کے بعد نہیں لکھ دیا جائے؟!

کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ عمر رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتا ہے کہ وصیت کو جمعرات کا دن نہ لکھنا بہتر ہے۔ جس طرح کہ کچھ افراد اپنے گمان کے مطابق بولتے ہیں کہ عمر کی اعتراض وصیت تحریر کرنے پر توفیق اور تایید کی

---

[1] - حضور ﷺ حدیث ثقلین میں، کتاب خدا اور عترت کو مضبوطی سے تھامنے پر کہا ہے لیکن اپنے اوصیای عترت کے ناموں کا ذکر نہیں فرمایا؛ اسی لیے حدیث اس جہت سے «مختصر» ہے۔

[2] - امام باقر علیہ السلام کے استدلال میں آیا ہے: «... قطعی طور پہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تایید شدہ ہیں، صرف وہ فرد رسول اللہ ﷺ بنے گا جو اس کی حکم پر حکم کرے، وہ فرد ان کی مانند ہے صرف رسالت کے علاوہ، اور اگر رسول اللہ ﷺ اپنے علم میں کسی فرد کو معین نہیں کرتے، تو ان کے بعد والے افراد اور نسلوں کو ضایع کرتے» (کافی، ج1، ص245)

وجہ سے تھی ![1] اور آپ رسول اللہ ﷺ کو بولتے ہیں کہ بہتر ہے کہ وصیت جمعرات کا دن کے بعد بھی نہ لکھے اور آپ اپنی عذاب کی آگ بھڑکانے سے کوئی پروا نہیں کرتے ہیں؟! تمہارے رب کی قسم دیتا ہوں، پیغمبر کون ہے؟! محمد بن عبد اللہ ﷺ یا عمر اور اس کی جماعت اور یا تم لوگ جو اپنے آپ کو شیعہ کہلاتے ہو؟!

میں ان افراد کو جو یہ باتیں اپنی زبان پر جاری کرتے ہیں، انہیں توبہ اور استغفار کی دعوت دیتا ہوں؛ اگر وہ اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں!

وصیت خلیفہ خدا کی دلیل، وفات کے دوران اور اس کا حکمت، یہ ہے کہ وحی اور تبلیغ زمین پر خلیفہ خدا کے لیے، حتی ان کی زندگی کے آخری لحات تک جاری رہے گا؛ اس لیے ان کی وصیت آخری چیز ہے جو ان کو وحی ہو جاتے ہیں اور اس کا موضوع خلیفہ یا خلفای الہی ان کے بعد یا ان کے اوصیا ہے اس لیے خدای حکیم مطلق سبحان فرماتا ہے: «كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَأَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْراً الْوَصِيَّةُ» (آپ پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت سامنے آجائے تو اگر کوئی خیر چھوڑا ہے تو وصیت کردے....) اور اللہ تعالی نہیں فرمایا کہ وصیت کریں اور بس. اسی لیے محمد رسول اللہ ﷺ «رزیہ الخمیس» (جمعرات کے مصیبت) میں فرمایا: کہ ان کی وفات کے دوران (کی گئ) وصیت گمراہی سے بچاتی ہے اور نہ کوئی اور چیز! کیونکہ یہ وصیت، ثقلین (گمراہی سے بچانے والی وصیت کے ذخیرہ) کی پہچان کے لیے اس نام اور صفت کے ساتھ ہے جس کے ذریعہ، قیامت تک گمراہی، اس فرد کے لیے جو اسے تھام لے، حاصل نہیں ہوگی.

پھر سے تاکید کرتا ہوں اور کہتا ہوں: رسول اللہ ﷺ کے کلام رزیہ (مصیبت) کا دن جیسے کے ابن عباس اس دن کو اسی نام پہ پکارا ہے: «کاغذ لائیں تاکہ آپ لوگوں کے لیے ایسی تحریر لکھوں تا اس کہ بعد کبھی گمراہ نہ ہو جائے»، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز رسول اللہ ﷺ کی رسالت سے لائی گئ ہے، قرآن کے مطالب اور جو علی علیہ السلام کے بارے میں بار بار وصیت کی گئ ہیں. حتی جو حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کے بارے میں حدیث کساء

---

[1] - نووی کہتا ہے: لیکن عمر کی بات، علمای متکلم شرح حدیث میں متفق ہیں کہ یہ بات فہم عمر کی دلایل و فضایل اور اس کی دقت نظر سے ہے، کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے مسائل کو لکھے جو اس کے انجام دینے سے ناتواں ہو اور عقوبت کے مستحق ہو جائے، کیونکہ (اس صورت میں یہ مطالب) نص ہوں گے اور اجتہاد کے لیے کوئی جگہ باقی نہیں رہتی. عمر نے کہا: کتاب خدا ہمارے لیے کافی ہے، اللہ تعالی کہ اس کلام: (اس کتاب میں کسی چیز کو بیان کیے بغیر نہیں چھوڑے) اور ان کے کلام (آج آپ کی دین کو مکمل کیا) عمر جان گیا کہ اللہ اپنی دین مکمل کر دیا ہے اور لوگ پھر گمراہ نہیں ہوں گے، اور چاہتا تھا رسول اللہ ﷺ سکون میں ہو، پھر عمر، ابن عباس اور اس کے ہم نظر لوگوں سے زیادہ فقیہ (فہیم) ہے. (شرح صحیح مسلم، ج11، ص90)

میں اور اس کے علاوہ ان کی شخصیت (کردار) کے بارے میں وضاحت کیے ہیں. [1] قیامت تک امت کو گمراہی سے نہیں بچاتی، بلکہ ثقلین کی درست معرفت لوگوں کو گمراہی سے بچاتی ہے، جو کہ رسول اللہ ﷺ کو وحی ہوا اور اللہ تعالی نے امر کیا کہ اسے وصیت مبارک میں، وفات کے دوران اور ان کی مبارک زندگی اور رسالت کے اختتام پر لوگوں کو پہنچادے.

---

[1] - حاکم بیان کرتا ہے: ... اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور وہ اپنے والد سے: رسول اللہ ﷺ جب عطوفت اور رحمت سے دیکھا، فرمایا: «ان کو کہیں تشریف لائیں کہیں تشریف لائیں» صفیہ نے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ (آپ کے مقصد) وہ کونسے افراد ہیں؟ انھوں نے فرمایا: «میرے اہل بیت علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام ہیں» ان کو لائے اور حضور ﷺ اپنے عبا (کسا) ان پر ڈالے اور اپنے ہاتھ بلند کیا (اور فرمایا): «بارالہا یہ میرے خانداں ہیں، پھر محمد وآل محمد پر درود بھیجو» اور اللہ عزوجل اس (آیہ) کو بھیجا: «إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرا» (بس اللہ کا ارادہ یہ ہے اے اہلبیت علیہم السلام کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے) (مستدرک، ج3، ص 147)

خلاصه کلام

قرآن میں ایک آیہ موجود ہے جو موت کے وقت وصیت کرنے کو واجب قرار دیتی ہے اس دو الفاظ سے جو وجوب پر دلالت کرتی ہیں: «کُتِبَ ، و حَقا ً علی» (واجب ہے، ان پر حق ہے) اللہ تعالی فرماتا ہے: «کُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْراً الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالأقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقّاً عَلَى الْمُتَّقِينَ»[1] (تمھارے اوپر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آجائے تو اگر وہ کچھ خیر (اور نیکی) چھوڑ جانے والا ہو تو ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے نیک وصیت کردے یہ (وصیت کرنا) صاحبان تقوی پر ایک حق ہے) کوئی بھی فرد اگر وصیت تحریر ہونے کو انکار کرے، تو وہ رسول اللہ ﷺ کو معصیت کرنے پر متھم کیا ہے۔

کچھ روایات موجود ہیں جو کہ حضور ﷺ کی جانب سے وفات کے وقت وصیت لکھنے پر یا وصیت لکھنے پر تاکید کرنے پر دلالت کرتی ہیں: مثلاً روایت «رزیہ الخمیس» (جمعرات کے المیے) جو بخاری میں یہ روایت موجود ہے اور سلیم بن قیس کی کتاب میں بھی روایت کی گئی ہے۔[2]

کچھ روایات موجود ہیں جو کہ وصیت کی مضموں سے موافقت رکھتی ہیں اور یہ روایات بارہ مھدیین کے بارے میں ہیں اور یہ انصار کے کتابوں میں موجود ہیں۔ اور ان کے منابع کے لیے شیعہ اور اھل سنت (کے کتابوں) میں رجوع کر سکتے ہیں۔[3] جو طوسی ان علیہ السلام سے روایت کی ہے مھدی کا نام «احمد و عبد اللہ و مھدی»

1- بقرہ: ۱۸۰

2- ملحقہ 1 پہ رجوع کریں۔

3- ملحقہ 2 پہ رجوع کریں۔

ہیں. [1] اور جو اهل سنت سے روایت کی ہے مھدی کا نام رسول اللہ کے نام کے موافق ہے. [2] یعنی احمد، جیسے کے وصیت میں مذکور ہے.

وفات کے وقت تحریر ہوئی وصیت موجود ہے اور کتاب شیخ طوسی میں یہ روایت بیان ہے [3] اور وصیت کے متن کے خلاف کوئی روایت موجود نہیں، اور تمام اشکالات جو وصیت کے انکار کے لیے لائے گئے ہیں وہ سب بیان ہوئے ہیں اور ان کے باطل ہونے کا بھی جواب دیا گیا ہے.

یہ سب ہوتے ہوئے، کیسے ایک عقلمند انسان وصیت کو انکار کر سکتا ہے؟! کیسے ایک شخص جو آخرت سے ڈرتا ہے، وصیت کو انکار کر سکتا ہے؟! اور کیسے جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ وصیت کو رد کر سکتا ہے؟!

---

[1] - طوسی روایت کرتا ہے: 463... حذیفہ کہتا ہے: رسول اللہ ﷺ سے سنا: جب مھدی کا ذکر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا: «رکن و مقام کے مابین ان سے بیعت ہوگی، ان کا نام احمد و عبد اللہ و مھدی ہیں. یہ تینوں ان کے نام ہیں» (غیبت طوسی: ص 404) اور ملحقہ 3 پہ رجوع کریں۔

[2] -احمد روایت کرتا ہے: ... زر بن حبیش سے عبد اللہ سے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «ایام نہیں گزرے گا اور وقت نہیں گزرے گا جب تک عرب میں، میرے اہل بیت میں سے ایک مرد حکمرانی کرے گا، ان کا نام میرے نام جیسے ہے۔» (مسند احمد: ج 1 ص 377).

[3] - غیبت طوسی، ص 150، ح 111۔

ملحقه کا سوال

یہ (پیوست) ملحقہ اس کتاب کے اصل کا حصہ نہیں اور مترجم (ترجمہ کرنے والا) کے ذریعہ اضافہ ہو چکا ہے اور اس کا متن «عبد صالح علیہ السلام کے محضر میں ج 2» کی کتاب میں سے ہیں جو کہ بالکل ویسے ہی لائے گئے ہیں.

روایت: اللہ تعالی اس کی عمر تباہ کرے گا

سید احمد الحسن علیہ السلام دعوت مبارک یمانی پبلیکیشنز کی ایک کتاب میں جس کا نام «وصیت مقدس، گمراہی سے بچانے والی تحریر» جو کہ آفیشل ویب سائٹ میں بھی نشر کی گئی ہے، ایسی تشریح کی ہے جو کہ وصیت مقدس کی دلالت اور اس فرد کی سچائی جو اس سے دلیل لاتا ہے قرآن کے منظر سے یا سنت یا عقل کے منظر سے کوئی بھی شک وشبہہ کی جگہ باقی نہیں رہے گی.

منجملہ جو مطالب اس کتاب میں ذکر ہیں اس میں سے یہ روایت «تبر اللہ عمرہ» (اللہ اس کی عمر کو تباہ کرے گا) کی معنا جھوٹے مدعیوں کے لیے ہے.

انھوں علیہ السلام نے اس بارے میں فرمایا:

«میں نے دریافت کیا کہ اس روایت «تبر اللہ عمرہ» کی معنی اور اس کی کیفیت، انصار کے لیے کچھ مبہم ہے. اللہ تعالی سے تقاضا کرتا ہوں کہ آپ کو اسے مومنین کے لیے بیان حق کے لیے بہرہ مند فرمائے اور آپ کا مقام و منزلت کو بلند کرے اور آپ کی حجت (دلیل) کو ظالمین پر واضح فرمائے!»

ہر اس فرد کو کہتا ہوں جو اس کتاب کو پڑھا ہے:

عقلی دلیل جو سید احمد الحسن علیہ السلام نے اپنی کتاب میں تشریح کی ہے، ادعای (باطل) نص کو محال ہونا، خلیفہ اللہ کی پہچان کے لیے ایک راستہ کے طور پر ثابت کرتا ہے؛ جو کہ واضح طور پر اللہ سبحانہ کی تنزیہ کی ضروریات میں سے سب سے زیادہ بنیادی ضرورت ہے جو کہ ادعای باطل محقق ہونے کے امکان کو روکتا ہے.

لیکن ابتدا میں جو قرآنی اور روائی دلائل سے معلوم ہوا یہ ہے «نص تشخیصی کے باطل ادعا کے اصل کو عمومی طور پر روکنا» یا «ساتھ ساتھ باطل مدعی اپنے ادعا سے ھلاک ہو جانا»

دوسری حالت سے جو معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ ادعای نص تشخیصی کے واقع ہونے کا امکان باطل مدعی کی جانب سے اس کی ھلاکت کے ساتھ ہی ہوتا ہے؛ حال کیسے باطل مدعی اس کا ادعا کر سکتا ہے وہ بھی عمومی طور پر اس کی روک تھام اور عقلی لحاظ سے اس کا محال ہونے کے ساتھ ؟!

اس کتاب کو مطالعہ کرتے ہوئے، میرے ذھن میں یہ سوال پیش آیا اور آنحضرت ﷺ نے میرے لیے واضح فرمایا: «نہیں ایسا نہیں. اللہ تعالی آپ کو توفیق دیں! نص قرآنی اور روایی بھی اپنے آپ عقلی دلیل پر دلالت کرتی ہیں اور مطلب یہ ہے کہ نص کی حفاظت الہی، باطل مدعی کی ھلاکت کے صورت میں ہوگی اور ناممکن تصور کی بناپر اس کا مطلب باطل ادعا کے تحقق ہونے کے امکان پر نہیں ہوگا.

یہ عبارت، «کم از کم اس کا ادعا کرنا اس کی ھلاکت کے ساتھ لوگوں پر آشکار ہونے سے پہلی ہی ہوگا» اس کا مطلب، اس ادعا پر پہنچنے کا امکان بہت دور ہی ہوگا اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ واقعہ کے محقق ہونے کا امکان موجود ہو؛ لیکن جب ہم کہتے ہیں: حتی اگر یہ چیز محقق ہو جائے، پھر بھی اس میں کوئی نقصان نہیں؛ کیونکہ اس مرحلہ تک اس ادعا کا تحقق اس روکنے والی نص پر کوئی نقصان نہیں پہنچاتا ہے. رسالت کی تحفظ یعنی (باطل شخص اس کو واضح طور پر دوسروں کے پاس ادعا نہیں کر پائے گا. لیکن اگر ہم فرض کرتے ہیں کہ وہ صرف اپنے پاس ادعا کرے اور اس سے پہلے کہ وہ شخص جو اپنے باطن میں ہیں وہ ظاہر کرے، اللہ تعالی اسے ھلاک کرے گا، یہ مسائلہ روکنے والی نص پر کوئی نقصان نہیں پہنچاتا ہے. صرف جو چیز ضروری ہے حمایت (نص) کی معنی کا بیان اور دورترین حالات جو واقع ہو سکتا ہے اس میں سے صرف ممکنہ حالت کو الگ کرنا ہے».

ملحقه نمبر 1

شیعه اور اهل سنت کی کتابوں میں کچھ ایسی روایات جو وصیت لکھنے کے بارے میں ہیں یا وصیت لکھنے کی تاکید کرتی ہیں.

اول: شیعه کتابوں میں

الف: روایات جو وصیت لکھنے کی تاکید کرتی ہیں:

1- امام باقر علیه السلام نے فرمایا: «وصیت کرنا حق ہے اور حضور صلی الله علیه وآله نے بھی وصیت فرمایا: پھر شایسته ہے که مسلمان وصیت کریں» (کافی، ج 7، ص 3)

2- امام موسی کاظم علیه السلام نے فرمایا: «میں نے امام صادق علیه السلام کو عرض کیا: کیا ایسے ہی تھا که امیر المومنین وصیت کے کاتب اور رسول الله صلی الله علیه وآله املا (دیکٹیٹ) کرنے والا اور جبرئیل اور مقرب ملائکے گواه تھے؟ امام کاظم علیه السلام نے فرمایا: (امام صادق علیه السلام) لمبے وقت تک خاموش رہے؛ پھر انھوں نے فرمایا: اے ابا الحسن! ایسے ہی تھا جیسے که آپ نے بیان کیا...» (کافی، ج 7، ص 3)

3- امام باقر علیه السلام نے فرمایا: «امیر المومنین علیه السلام حسن علیه السلام کو وصیت فرمایا اور اپنی وصیت پر حسین علیه السلام اور محمد اور اپنی تمام بیٹے اور اپنے شیعیوں کے سرداروں اور اپنے اهل بیت کو گواه کے طور پہ لیا. پھر کتاب اور سلاح ان کے حواله فرمایا. پھر انھوں نے اپنے بیٹے (حسن علیه السلام) کو فرمایا: اے میرے بیٹے! رسول الله صلی الله علیه وآله نے مجھے امر فرمایا که آپ کی وصیت کردوں اور اپنی کتاب اور سلاح تمہیں دوں، جیسے که رسول الله صلی الله علیه وآله نے میری وصیت کی اور اپنی کتاب و سلاح میرے حواله کیے، اور مجھے امر فرمایا که تمہیں امر کردوں جب آپ کی موت آپہنچے اس کو اپنے بھائی (حسین) کو دیں. پھر اپنے بیٹے حسین 7 کی طرف رخ کرکے فرمایا: رسول الله صلی الله علیه وآله نے آپ کو امر فرمایا تا اس کو اپنے اس بیٹے کے حواله کردیں، پھر اپنے بیٹے کا بیٹا (پوتے) علی بن حسین علیه السلام کے ہاتھ تھام لیے اور ان کو فرمایا: اے میرا بیٹا، رسول الله صلی الله علیه وآله نے آپ کو امر فرمایا که اس

کو اپنے بیٹے محمد کے حوالہ کردیں اور رسول اللہ ﷺ اور میری طرف سے ان کو سلام پہنچادیں...» (کافی، ج 1، ص 298)

4- سلیم بن قیس کہتا ہے: سلمان سے سنا ہے جو کہ کہتا تھا: علی علیہ السلام سے سنا ہے- اس کے بعد کہ وہ آدمی اس جملہ کو کہا اور حضور ﷺ غضبناک ہو گئے اور کاغذ کو پھینک دیے- آنحضرت (علی علیہ السلام) نے فرمایا: «کیا رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں جو آنحضرت کاغذ پر لکھنا چاہ رہے تھے سوال نہ کریں؟ وہ چیز جو اگر آنحضرت لکھتے تو کوئی بھی فرد گمراہ نہ ہوتے اور کوئی بھی دو شخص ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرتے؟»

(آنحضرت) خاموش ہو گئے وہ افراد جو گھر میں موجود تھے؛ اٹھ کھڑے ہوئے (اور چلے گئے) اور علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام رہ گئے میں اور میرے دوست ابوذر و مقداد کھڑے ہوئے تا کہ باہر چلے جائے. علی علیہ السلام نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا: «بیٹھیں». حضرت (علی علیہ السلام) نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور ہم سن رہے تھے. رسول اللہ ﷺ نے شروع فرمایا اور کہا: «اللہ تعالی میرے جانے کے بعد، میری امت میں جدائی اور اختلاف کو چاہا (ارادہ کیا) اور مجھے امر فرمایا تا کہ وہ لکھت جو کاغذ میں آپ کے لیے لکھنا چاہتا تھا، لکھ دوں، اور ان تینوں کو اس بات پر گواہ بناؤں، میرے لیے ایک کاغذ لیکر آیئے.» اس کو لیکر آئے. حضور ﷺ اپنے بعد والے ھدایت کے اماموں کے نام ایک ایک کرکے بیان فرمایا اور علی علیہ السلام اپنے ہاتھ سے لکھ رہے تھے. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میری امت میں میرا بھائی، وزیر، وارث اور خلیفہ علی بن ابیطالب ہے، پھر حسن، پھر حسین اور ان کے بعد نو افراد حسین کی اولاد میں سے ہوں گے.» لیکن میں ان میں سے صرف دو افراد کے نام ذہن نشین کیا: علی و محمد؛ اور ما بقے اماموں علیہم السلام کے نام سے مطمئن نہیں، لیکن مھدی کی خصوصیات اور عدالت وان کے علم کے بارے میں سنا اور یہ کہ اللہ تعالی ان کے ذریعہ زمین کو عدل و انصاف سے پر کرے گا جیسے کے ظلم و جور سے بھر چکا ہوگا پھر حضور ﷺ نے فرمایا: «میں چاہتا تھا کہ یہ (سب) لکھ دوں، پھر اس کو لیکر مسجد چلے جاؤں، پھر لوگوں کو دعوت کردوں اور اسے لوگوں کے لیے پڑھ لوں اور ان کو اس پر گواہ لوں؛ لیکن اللہ نے نہیں چاہا اور جو خود کی چاہت تھی، وہی ارادہ فرمایا»

پھر سلیم نے کہا: ابوذر و مقداد کو عثمان کی خلافت کے دور میں دیکھا: مجھ سے بات کیے. پھر علی علیہ السلام و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کو کوفہ میں دیکھا. اس کے بارے میں مجھ سے چھپ کر باتیں کیے؛ نہ کوئی چیز اس میں

اضافہ کیے نہ کوئی چیز اس سے کم کیے، جیسے کہ ایک ہی زبان سے کلام کر رہے تھے (کتاب سلیم بن قیس، ص 398-399، تحقیق انصاری)

5- سلیم بن قیس، امام علی علیہ السلام نے فرمایا: «اے طلحہ! کیا تم گواہ نہیں تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاغذ مانگے تاکہ اس میں کوئی ایسی تحریر کرے تاکہ امت گمراہ نہ ہو جائے اور ایک دوسرے سے اختلاف نہ کر دے، تمہارا دوست نے وہ بات کہہ دیا: «رسول اللہ ھذیان کہہ رہا ہے» رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضبناک ہو گئے اور وہ کام سرانجام نہیں دیئے؟ (طلحہ نے) کہا: جی ہاں، میں اس واقعہ کا گواہ ہوں. (علی علیہ السلام) نے فرمایا: جب تم لوگ باہر چلے گئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تحریر کرنا چاہ رہے تھے اور لوگوں کو اس پر گواہ بنانا چاہتے تھے اسے مجھے آگاہ فرمایا. جبرئیل نے ان کو پیغام دیا: «اللہ عزوجل، آپ کی امت میں اختلاف اور جدائی کے بارے میں جانتا تھا» پھر انھوں نے صحیفہ مانگا اور جو کتف (کاغذ) میں لکھنا چاہتے تھے وہ مجھے املاء فرمایا اور ان تینوں کو گواہ بنایا: سلمان و ابوذر و مقداد؛ اور اماماں ھدایت کے نام بیان فرمایا وہی افراد جو قیامت کے دن تک ان کی اطاعت پر امر کیے گئے ہیں...» (کتاب سلیم بن قیس، ص 211، تحقیق انصاری)

6- سلیم بن قیس: ابن عباس کہتا ہے: ذی قار میں، علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا! انھوں نے ایک صحیفہ نکالا اور مجھے فرمایا: «اے ابن عباس، یہ وہی صحیفہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے املاء فرمایا اور میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے» میں نے ان کو عرض کیا: اے امیر المومنین علیہ السلام اس کو میرے لیے پڑھیں. انھوں نے پڑھا. اس میں، تمام واقعات موجود تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا سے رخصت ہونے سے امام حسین علیہ السلام کی شھادت تک اور یہ کہ کیسے شہید ہوں گے اور کونسے افراد ان کو نصرت کریں گے اور کونسے افراد ان کے ساتھ شہید ہوں گے. انھوں نے شدت سے روئے اور مجھے بھی رلادیئے. وہ مواد جو میرے لیے پڑھے ان میں سے ایک یہ تھا کہ آنخضرت کے ساتھ لوگ کیسے سلوک کریں گے اور یہ کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کیسی شہید ہوں گی اور کیسے ان کے بیٹے حسن علیہ السلام جام شہادت نوش کریں گے اور کیسے امت ان کے ساتھ عہد شکنی کریں گے. جب حسین علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں کچھ واقعہ پڑھے اور یہ کہ کونسے افراد ان کو شہید کریں گے مزید رونا تیز ہو گیا. صحیفہ ختم ہو گیا اور قیامت تک جو واقع ہوں گے وہ رہ گئے. (کتاب سلیم بن قیس، ص 434، تحقیق انصاری)

7- صدوق: امام صادق علیہ السلام: «رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے تنہائی میں علی علیہ السلام کو وصیت فرمایا اور علی علیہ السلام حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام دونوں کو وصیت فرمایا۔۔۔»(علل الشرایع، ج2، ص386)

8- شریف رضی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ جب وصیت علی علیہ السلام کو دیئے، انھوں نے فرمایا: «اے علی! اس (وصیت) کے لیے، فردائے قیامت میں عرش کے پیشگاہ میں کوئی جواب تیار کرو، کیونکہ میں قیامت کے دن، آپ سے کتاب خدا سے استدلال کروں گا، ان کے حلال و حرام اور محکم و متشابہ پر، جیسے کہ نازل کی گئی ہیں اور ان کی تبلیغ پر جن لوگوں کو تبلیغ کرنے پہ میں نے آپ کو امر کیا، اور اللہ کے فرائض پر جس طرح نازل کی گئی اور اللہ کے تمام احکام پر...»(خصایص الائمہ، ص72)

9- ابن طاووس سے مجلسی روایت کرتا ہے: امام کاظم علیہ السلام اپنے آباء سے: علی بن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا: «وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے شروع میں یہ عبارت تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. یہ عہد محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا ہے جن پہ وہ وصیت کی ہیں اور جنھیں اللہ کے حکم سے محکم (مضبوط) فرمایا ہے، اپنے وصی، علی بن ابیطالب، امیر المومنین علیہ السلام کے لیے ہے: اور وصیت کے آخر میں آیا ہے: جبرئیل و میکائیل و اسرافیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی وصیت علی بن ابیطالب علیہ السلام پہ گواہی دیتے ہیں؛ اور علی علیہ السلام اس وصیت کو قبول فرمایا اور جو چیز اس میں موجود تھیں، ان کا ضامن بنا، جیسے کہ یوشع بن نون علیہ السلام موسی عمران علیہ السلام کے لیے اور عیسی بن مریم علیہ السلام کے وصی ان کے لیے ضامن بنے (اور اس کا حق) ادا کیا جس طرح پچھلے اوصیا نے عہد کیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بہترین انبیاء اور علی بہترین اوصیاء ہیں. محمد صلی اللہ علیہ وآلہ نے وصیت کی اور اسے علی علیہ السلام کے حوالہ فرمایا، اور مجھ سے اقرار لیے اور (آنحضرت نے) وصیت کو جس طرح (پچھلے) انبیاء نے ان کی وصیت کی، (ویسے ہی) دریافت کیا. محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اس امر کو علی بن ابیطالب علیہ السلام کے سپرد کیے. یہ اللہ کا حکم اور ان کی اطاعت ہے. محمد صلی اللہ علیہ وآلہ علی علیہ السلام کو سربراہ قرار دیا (اور) یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد علی اور ان کے علاوہ کسی اور کے لیے کوئی نبی نہیں، اور اللہ، گواہی کے لیے کافی ہے.»(بحار الانوار، ج22، ص482)

10- مجلسی: امام موسی کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: «میرے والد نے مجھے فرمایا: جب علی علیہ السلام وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے صحیفہ کو پڑھا، اس میں یہ موجود تھا: اے علی! تم مجھے غسل دو اور تمہارے علاوہ کوئی اور مجھے غسل نہ دیں...»(بحار الانوار، ج22، ص546)

11- قطب الدین راوندی: محمد بن فضیل امام رضا علیہ السلام سے حدیث روایت کرتا ہے جب آنحضرت کوفہ میں وارد ہوئے اور علمائے یہود و نصاری کے لیے دلیل پیش کیے۔ اس میں کچھ یوں آیا ہے: «... جب رسول اللہ ﷺ کی وفات آپہنچے، علی کو پکارا، اس کی وصیت کی اور صحیفہ ان کو پیش کیا؛ وہی صحیفہ جس میں وہ اسماء موجود تھیں جنھیں اللہ، انبیاء اور اوصیاء کے لیے مختص کیے تھے»۔ (خرائج و جرائح، ج1، ص351)

12- محمد بن حسن صفار: ... امام باقر علیہ السلام سے کیسانیہ کے بارے میں اور جو باتیں محمد بن علی کے بارے میں کہتے تھے، بات ہوئی۔ انھوں علیہ السلام نے فرمایا: «... محمد بن علی علیہ السلام کو وصیت کے کچھ حصوں کی یا جو اس (وصیت) میں موجود تھے ان میں سے کسی ایک چیز کی ضرورت پڑی۔ (وہ) ایک شخص علی بن حسین علیہ السلام کے پاس بھیجا اور آنحضرت (وہ حصہ) اس کے لیے لکھ کر بھیج دیئے» (بصائر الدرجات، ص198)

13- محمد بن حسن صفار: عبد الغفار جازی کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام کے پاس کیسانیہ اور جو باتیں محمد بن علی کے بارے میں کہتے تھے، بات سامنے آ گئی، انھوں علیہ السلام نے فرمایا: «کیا ان سے نہیں پوچھے تھے کہ سلاح رسول اللہ ﷺ کس کے پاس ہے۔ محمد بن علی علیہ السلام وصیت کے کچھ حصے یا ان میں سے کچھ چیز کی ضرورت تھی۔ (اس نے) علی بن حسین علیہ السلام کے پاس ایک شخص بھیجا اور آنحضرت اس کے لیے (وہ حصے) لکھ کر بھیج دیئے» (بصائر الدرجات، ص198)

14- خراز قمی: زھری کہتا ہے: اس بیماری جو علی بن حسین علیہ السلام کی وفات کا سبب بنا، ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا... پھر محمد، ان کا بیٹا آگیا اور لمبے مدت تک، خفیہ ان کے ساتھ باتیں کیں۔ جو مطالب بیان کر رہے تھے، میں نے سنا کہ آنحضرت نے فرمایا: «آپ کو نیک اخلاق کی سفارش کرتا ہوں» میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول اللہ ﷺ، اللہ کا حکم ہم پر کسی بھی صورت میں جاری ہوگا (اور اسی وقت میں نے اپنے آپ سے کہا کہ) آپ کے بعد ہم کس فرد کے پاس جائیں؟ انھوں نے فرمایا: «اے ابو عبد اللہ! میرے اس بیٹے کے پاس» اور اپنے بیٹے، محمد کی طرف اشارہ فرمایا: (اور فرمایا:) «یہ، وصی و میرے وارث اور علم کا مقام اور معدن علم اور شکافندہ علم ہے...» میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول اللہ ﷺ کیا آپ اپنے سب سے بڑا بیٹا کی وصیت نہیں کریں گے؟ انھوں نے فرمایا: «اے ابو عبد اللہ! امامت چھوٹے و بڑے (عمر) کے ہونے پر نہیں اسی طرح ہے عہد رسول اللہ ﷺ ہم پر اور اسے ہم لوح اور صحیفہ میں ویسے ہی پائے ہیں...» (کفایۃ الاثر، ص243)

ب: روایات جو اس بات پر تاکید کرتی ہیں کہ وصیت (عہد محمد ﷺ) آل محمد علیہم السلام کے لیے مختص ہے اور اس سے پہچانے جاتے ہیں:

15- کلینی: عمرو بن اشعث کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ انھوں نے فرمایا: «کیا تم سوچ رہے ہو کہ ہم میں سے جو شخص وصیت کرتا ہے، جس فرد کو چاہتا ہے، اس کی وصیت کرتا ہے؟ نہیں اللہ کی قسم ایسا ہی نہیں! یہ ایک عہد ہے اللہ تعالی کی جانب اور رسول اللہ ﷺ سے، ایک مرد سے دوسرا مرد تک، اس وقت تک کہ اپنے صاحب تک آ پہنچے» (کافی، ج 1، ص 277)

16- کلینی: عمرو بن مصعب کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام سے سنا، انھوں نے فرمایا: «کیا تم سوچتے ہو کہ ہم میں سے کوئی شخص جو وصیت کرتا ہے، جس فرد کو پسند کرتا ہے اس کی وصیت کرتا ہے؟ نہیں، اللہ کی قسم ایسا نہیں! وہ ایک عہد ہے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ایک مرد سے دوسرا مرد تک اس وقت کہ خود تک پہنچے» (کافی، ج 1، ص 279)

17- کلینی: ابن ابی نصر کہتا ہے: میں نے امام رضا «ابوالحسن علیہ السلام» سے عرض کیا: جب امام وفات پاتا ہے ان کے بعد والے امام کو کیسے پہچانتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: «امام کے کچھ نشانیاں ہیں وہ اپنے والد کے سب سے بڑے بیٹوں میں سے ہے اور فضیلت و وصیت ان کی ہیں اور جب کوئی قافلہ پہنچتا ہے اور کہتا ہے: فلاں شخص کس فرد کی وصیت کی ہے، تو کہا جاتا ہے: فلاں فرد کی. ہمارے درمیان سلاح، بنی اسرائیل میں تابوت کی مانند ہے؛ جہاں سلاح ہو، امامت وہی پہ ہے» (کافی، ج 1، ص 284.)

18- کلینی: حفص بن بختری کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا: امام کس چیز سے پہچانا جاتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: «واضح وصیت سے اور فضیلت سے؛ کوئی بھی شخص منہ، پیٹ اور پاکدامنی پر امام پہ طعنہ مار نہیں سکتا؛ (مثلاً) کہا جائے: جھوٹے ہے یا لوگوں کی اموال پر ہاتھ ڈالتا ہے اور اس کی طرح (کی باتیں)». (کافی، ج 1، ص 284)

19- کلینی: عبد الاعلی کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام سے اھل سنت کی اس بات کے بارے میں پوچھا جو کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «ہر کوئی فرد مر جائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو، جاھلیت کی موت مر گیا ہے». امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: «خدا کی قسم حق ہے... جو اللہ تعالی علی کے بارے میں بھیجا ہے اسے یاد کرو، اور جو رسول اللہ ﷺ حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور جو علی کے لیے مختص کی ہے اور جو رسول اللہ ﷺ اپنی وصیت

سے علی کے بارے میں فرمایا اور ان کو منصوب کیا (جانشین بنایا)، اس کے بارے میں یاد کرو...» میں نے عرض کیا: لوگ ابو جعفر علیہ السلام کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں، اور کہتے ہیں کہ وہ کیسے اپنے باپ کے بیٹوں میں سے چنے گئے، کچھ افراد (بیٹے) تھے جو ان کی طرح قریب تھے (والد سے) اور عمر میں زیادہ بڑے بھی تھے لیکن جو ان سے زیادہ کم عمر تھے، (ان سے بھی) زیادہ چھوٹے ہو گئے۔ انھوں نے فرمایا: «صاحب الامر تین خصوصیات سے پہچانا جاتا ہے جو کہ کسی بھی فرد میں نہیں سوائے ان کے: وہ اس فرد کے نسبت جو خود سے پہلے آیا ہے (امام زمان علیہ السلام) تمام لوگوں سے برتری رکھتا ہے، وہ ان (امام زمان علیہ السلام) کے وصی ہے اور سلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی وصیت اس کے پاس ہے۔ وہ (وصیت) میرے پاس ہے اور کوئی بھی شخص اس چیز میں میرے ساتھ نزاع (جھگڑے) نہیں کر سکتا ہے» میں نے عرض کیا: کیا بادشاہ سے خوف کی وجہ سے مخفی ہے؟ انھوں نے فرمایا: «مخفی نہیں، مگر یہ کہ اس کے لیے ایک ظاہر حجت ہو۔ میرے والد اسے میرے پاس امانت کے طور پر رکھا۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا، انھوں نے فرمایا: میرے لیے کچھ گواہان لیکر آیئے۔ چار گواہ قریش کے لیکر آگیا۔ ان میں، نافع عبد اللہ بن عمر کا غلام موجود تھا۔ انھوں نے فرمایا: یہ لکھو: جو یعقوب اپنے بیٹوں کو وصیت کیا: «إِنَّ اللّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلاَ تَمُوتُنَّ إَلاَّ وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ» (اے میرے فرزندوں اللہ نے تمہارے لیے دین کو منتخب کر رہا ہے اب اس وقت تک دنیا سے نہ جانا جب تک واقعی مسلمان نہ ہو جاؤ) اور محمد بن علی اپنے بیٹے جعفر بن محمد کی وصیت کی...» (کافی، ج 1، ص 378-379)

20- کلینی: معاویہ بن وہب کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام سے اجازت مانگا: انھوں نے فرمایا: «اندر آجاؤ» اندر آگیا اور ان کو اپنے محل عبادت میں دیکھا۔ بیٹھ گیا وہ اپنی نماز مکمل کیا۔ میں نے سنا وہ اپنے رب سے مناجات کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: «اے اللہ جو کرامت کو ہمارے لیے مختص کی ہے اور وصیت ہمیں مختص کی ہے اور ہمیں شفاعت کا وعدہ دیا ہے اور علم ماضی اور مستقبل ہمیں عنایت فرمایا اور لوگوں کے دلوں کو ہماری طرف مایل فرمایا...» (کافی، ج 4، ص 582)

21—صدوق: عبد السلام بن صالح هروی کہتا ہے: امام رضا علیہ السلام سے سنا انھوں نے فرمایا: «اس اللہ کی قسم جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہمیں مقام امامت سے نوازا اور وصیت ہمیں مختص کی۔ میرے قبر کے زائرین، قیامت کے دن اللہ کے پاس بہترین مھمان ہوں گے۔ کوئی بھی مومن نہیں جو میرے زیارت کرے اور ایک قطرہ آنسو

اس کے چہرہ پہ ٹپکے، مگر یہ کہ اللہ تعالی اس کی جسم کو آگ پر حرام کرے گا». (عیون اخبار الرضا، ج 2، ص 248)

22- محمد بن حسن صفار: معاویہ بن وہب کہتا ہے: امام صادق ﷺ کی خدمت میں شرفیاب ہونے کی اجازت لیا تو اجازت مل گئی. آنخضرت جو فرمارہے تھے، میں نے سنا: «اے وہ اللہ جو وصیت ہمیں مختص کی، اور ماضی اور آنے والوں کے علم ہمیں عطا فرمایا اور لوگوں کے قلوب ہماری طرف مایل کیا اور ہمیں انبیاء کے وارث بنایا». (بصائر الدرجات، ص 149)

23- محمد بن حسن صفار: امام صادق ﷺ نے فرمایا: «امام تین خصوصیات سے پہچانا جاتا ہے: وہ اپنے پہلے والے فرد کی نسبت ارجحیت رکھتا ہے، سلاح رسول اللہ ﷺ اور ان کی وصیت ان کے پاس ہے. یہ وہ فرد ہے جو اللہ تعالی اس کے بارے میں فرماتا ہے: «إِنَّ اللَّهَ يَأمُرُكُم أَن تُؤَدُّوا الأَمانَاتِ إِلىٰ أَهلِها» (بے شک اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچادو) اور انھوں نے فرمایا: ہمارے درمیان سلاح، بنی اسرائیل میں تابوت کی مانند ہے. جہاں سلاح موجود ہو، سرداری وہیں پر ہے، جس طرح جہاں تابوت ہوتا تھا، سربراہی وہی پہ تھا». (بصائر الدرجات، ص 201)

ج: روایات جو تاکید کرتی ہیں کہ صاحب الامر اور قائم ﷺ وصیت کے ذریعہ پہچانے جاتے ہیں:

24- صدوق: حارث بن مغیری نصری کہتا ہے: امام صادق ﷺ سے عرض کیا: صاحب الامر ﷺ کیسے پہچانا جاتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: «سکون سے، سنگینی سے، علم اور وصیت سے». (خصال، ص 200)

25- نعمانی: امام محمد باقر ﷺ نے فرمایا: «اے جابر! اپنی جگہ قائم رہو اور اپنے ہاتھ پاوں مت ہلاؤ (کوئی کام انجام نہ دو) اس وقت تک کہ وہ نشانیاں دیکھوگے جو تمہیں کہہ رہا ہوں؛ البتہ اگر اس نشانیوں کو ادراک کروگے... انھوں نے فرمایا: اللہ تعالی ان کے لیے تین سو تیرہ اصحاب جمع کرے گا. اللہ ان کے لیے (ان کے اصحاب کو) جمع کرے گا، بغیر پہلے کے دیئے ہوئے وعدہ کے ساتھ، موسم خزاں میں درخت کے پتے جمع (اور گرنے) کی طرح. اے جابر! یہ وہی آیہ ہے جو اللہ تعالی اپنی کتاب میں یاد فرمایا ہے: «أَيْنَ مَا تَكُونُواْ يَأْتِ بِكُمُ اللّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» (تم سب جہاں بھی رہوگے خدا ایک دن سب کو جمع کردے گا کہ وہ ہر شے پر قادر ہے) رکن و مقام کے مابین ان سے بیعت کریں گے. ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ایک عہد ہوگا جو کہ اولاد اباء سے وراثت میں لیے ہوئے ہیں...». (غیبت، شیخ طوسی، ص 288-291)

26- صفار: امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: «صاحب الامر تین خصوصیات سے پہچانے جاتے ہیں جو اس کے علاوہ کسی اور فرد میں موجود نہیں: وہ دوسرے لوگوں سے پچھلے فرد کی نسبت زیادہ برتری رکھتا ہے، وہ ان کا وصی ہے، اور ان کے پاس سلاح اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت ہے. وہ (وصیت) میرے پاس ہے اور کوئی بھی فرد اس کے بارے میں میرے ساتھ نزاع (جھگڑا) نہیں کر سکتا ہے». (بصائر الدرجات، ص 202)

27- عیاشی: امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: «اے جابر! اپنی جگہ قائم رہو اور اپنے ہاتھ پاؤں مت ہلاؤ (کوئی کام انجام نہ دو) اس وقت تک کہ جو نشانیاں تمہیں بتا رہا ہوں ایک سال میں دیکھوگے... آل محمد علیہم السلام میں سے ایک مرد کہتا ہے، اور وہ ایک شہر ہے جو ان کے رہائشی ستم کار ہیں. پھر مکہ سے باہر نکلے گا ان کے ساتھ تین سو تیرہ افراد ہیں اور رکن و مقام کے مابین ان سے بیعت کریں گے. ان کے ساتھ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کا پرچم اور ان کا سلاح موجود ہیں اور ان کا وزیر ان کے ساتھ ہے. مکہ میں ندا دینے والا ان کے نام سے پکارے گا اور ان کا امر آسمان سے ہے. اس وقت تک کہ زمین کے سارے رہنے والے ان کی آواز کو سنیں گے. ان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے. کوئی چیز آپ کے لیے اشکال کا سبب بنے، عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے پرچم اور سلاح آپ کے لیے کوئی اشکال پیدا نہیں کرے گا. نفس زکیہ حسین علیہ السلام کے اولاد میں سے ہے. اگر یہ مسالہ آپ کے لیے اشکال پیدا کرے، آسماں سے ان کے نام سے ندا (آواز)، آپ کے لیے اشکال پیدا نہیں کرے گا. ہوشیار رہو ان افراد سے جو جھوٹ سے اپنے آپ کو آل محمد علیہم السلام سے نسبت دیتے ہیں. آل محمد علیہم السلام و علی علیہ السلام کے لیے ایک ہی پرچم موجود ہے جبکہ ان کے غیر کے لیے کئی جھنڈے ہیں. اپنی جگہ قائم رہو اور ضرور کسی بھی فرد سے تبعیت مت کرنا اس وقت کہ امام حسین علیہ السلام کے اولاد میں سے ایک مرد کو دیکھوگے جس کے ساتھ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے پرچم اور سلاح موجود ہوگا. عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن حسین علیہ السلام کے پاس تھا، پھر محمد بن علی علیہ السلام کو ملا اور اللہ جو چاہتا ہے وہ انجام دیتا ہے...» (تفسیر عیاشی، ج 1، ص 65)

دوئم: اہل سنت کی کتابوں میں

الف) جمعرات کا دن وصیت تحریر کرنے پہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہتمام اور جد و جہد:

1- بخاری: ابن عباس کہتا ہے: جمعرات کا دن اور کیا جمعرات کا دن تھا! پھر رونے لگے اتنے کہ ان کی آنسوں سے ڈاری نمگین ہوگئے. کہا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکلیف جمعرات کا دن شدت اختیار کر گیا اور انھوں نے فرمایا: «میرے لیے (کاغذ) صحیفہ لیکر آیئے تا آپ کے لیے ایسے تحریر کردوں جس کے ذریعہ کبھی گمراہ نہ

ہو جاؤ گے» جھگڑا کیے جبکہ جھگڑا (اور نزاع) حضور ﷺ کے ہاں شایستہ نہیں. ان لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ھذیان کہہ رہا ہے. (حضور ﷺ نے) فرمایا: «مجھے چھوڑ دو، جس حالت میں ہوں اس چیز سے بہتر ہے جو مجھے ویسے وصف کرتے ہو». ان کی وفات کا وقت، تین باتوں کی وصیت فرمایا: «مشرکین کو جزیرۃالعرب سے باہر نکال دیں، انجمنوں سے پذیرائی کریں جس طرح میں کیا کرتا تھا...» اور تیسری بات یاد نہیں. (صحیح بخاری، ج 4، ص 31، باب دعانبی الی الاسلام)

2- بخاری: سعید بن جبیر کہتا ہے: ابن عباس کہتا ہے: جمعرات کا دن اور وہ بھی کیا جمعرات کا دن تھا! حضور ﷺ کے درد اور شدت پکڑا. انھوں نے فرمایا: «میرے لیے (قلم و کاغذ) لیکر آیئے تا آپ کے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو جاؤ گے» جھگڑا کیے حال آنکہ جھگڑا حضور ﷺ کے پاس شایستہ نہیں. ان لوگوں نے کہا: ان کا حال کیسا ہے؟ کیا ھذیان کہہ رہا ہے؟ سوال کی طرح پوچھ رہے تھے اور ان کی بات کو رد کیے. حضور ﷺ نے فرمایا: «مجھے چھوڑ دو، جس حالت میں ہوں اس سے بہتر ہے جو مجھے ویسے وصف کر رہے ہو» اور تین چیزوں کی وصیت کرتا ہوں: «مشرکین کو جزیرۃالعرب سے باہر نکال دیں، انجمنوں سے پذیرائی کریں جیسے میں کیا کرتا تھا...» اور تیسری بات کو نہیں کہا یا کہہ دیا: بھول گیا.

3- بخاری: ابن عباس کہتا ہے: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت آیا، گھر میں کچھ مرد موجود تھے. حضور ﷺ نے فرمایا: «آیئے تا آپ کے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ گے» ان افراد میں سے کچھ لوگوں نے کہا: درد رسول اللہ ﷺ پر غلبہ پاگیا، جبکہ قرآن آپ کے ہاں موجود ہے اور اللہ کی کتاب ہمارے لیے کافی ہے. اھل خانہ نے (اس بات سے) اختلاف کیے اور جھگڑا کیے. ان میں سے بعض کہتے تھے. آیئے تا رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے ایسی تحریر لکھے جس کے بعد گمراہ نہ ہو جائیں، اور بعض کچھ اور باتیں کر رہے تھے. جب بیہودہ باتیں اور اختلافات بڑھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اٹھ جائیں (اور میرے پاس سے چلے جائیں)». (صحیح بخاری، ج 5، ص 137 و 138 باب مرضی النبی)

4- بخاری: ابن عباس کہتا ہے: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت آیا، گھر میں کچھ مرد منجملہ عمر بن خطاب موجود تھے. حضور ﷺ نے فرمایا: «آیئے آپ کے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو جاؤ گے» عمر نے کہا: درد رسول اللہ ﷺ پر غلبہ کر لیا ہے اور قرآن آپ کے پاس ہے، اللہ کی کتاب ہمارے لیے کافی ہے. اھل خانہ اختلاف (اور) جھگڑا کیے. ان کے بعض افراد نے کہا: آیئے، حضور ﷺ آپ کے لیے ایسی

تحریر لکھے جو کبھی گمراہ نہ ہو جائیں اور ان کے بعض افراد نے عمر کی بات کو دہرائے۔ جب باطل باتیں اور اختلاف حضور ﷺ کے ہاں بڑھ گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «کھڑے ہو جائیں (اور چلے جائے)» عبید اللہ نے کہا: ابن عباس کہتا تھا: تمام تر مصیبت یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ اور اس تحریر کے درمیان جو ان کے لیے لکھنا تھا، فاصلہ پیدا کر دیئے تھے، اختلاف اور ان لوگوں کی باطل باتوں کی وجہ سے (صحیح بخاری، ج 7، ص 9، کتاب المرضی والطب)

5- بخاری: ابن عباس کہتا ہے: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت آیا، گھر کچھ مرد منجملہ عمر بن خطاب موجود تھے۔ (حضور ﷺ نے) فرمایا: «آیئے آپ کے لیے ایسی تحریر لکھوں تا کبھی گمراہ نہ ہو جاؤ گے» اھل خانہ نے اختلاف اور جھگڑا کیے۔ ان میں سے بعض کہتے تھے: آیئے تا رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے ایسی تحریر لکھ دے جس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو جائیں۔ عمر نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر درد غلبہ پا گیا اور قرآن آپ کے پاس ہے اور اللہ کی کتاب ہمارے لیے کافی ہے۔ اھل خانہ نے اختلاف کیے اور جھگڑا کیے۔ ان میں سے بعض لوگ نے کہا: آیئے تا رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے ایسی تحریر لکھے جس کے بعد گمراہ نہ ہو جائیں، اور بعض نے عمر کی بات بولتے رہے۔ جب باطل باتیں اور اختلاف حضور ﷺ کے ہاں زیادہ ہو گئے (حضور ﷺ نے) فرمایا: «میرے پاس سے چلے جائیں» عبید اللہ نے کہا: ابن عباس کہتا تھا: تمام تر مصیبت یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ اور اس تحریر کے درمیان جو ان کے لیے لکھنا تھا، فاصلہ پیدا کر دیا، اختلاف اور ان لوگوں کی باطل باتوں کی وجہ سے (صحیح بخاری، ج 8، ص 161 باب قول النبی لا تسالوا اھل الکتاب شیء)

6- مسلم: سعید بن جبیر کہتا ہے: ابن عباس نے کہا: جمعرات کا دن اور وہ بھی کیا جمعرات کا دن تھا! پھر رونے لگا اس وقت تک کہ ان کے آنسوں سے ڈاری تر ہو گئے۔ میں نے کہا: ابن عباس جمعرات کا دن کا کیا واقعہ تھا؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بڑھ گیا۔ انھوں نے فرمایا: «میرے لیے (قلم و کاغذ) لیکر آیئے تا آپ کے لیے ایسی تحریر لکھ دوں تا میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو جاؤ گے» ان لوگوں نے جھگڑا کیے اور جھگڑا (نزاع) حضور ﷺ کے پاس جائز نہیں۔ ان لوگوں نے کہا: حضور ﷺ کا حال کیسا ہے؟ کیا ھذیان کہہ رہا ہے؟ سوال کی صورت میں پوچھے (حضور ﷺ نے) فرمایا: «مجھے چھوڑ دیں، جس حالت میں ہوں، بہتر ہے۔ تمھیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں: مشرکین کو جزیرۃ العرب سے باہر نکال دیں، انجمنوں سے پذیرائی کریں جس طرح میں کرتا تھا...» کہا: تیسری بات کو نہیں فرمایا، یا کہ میں بھول چکا ہوں۔

7- سعید بن جبیر کہتا ہے: ابن عباس کہتا ہے: جمعرات کا دن اور وہ بھی کیا جمعرات کا دن تھا! اس کے بعد ان کے آنسو جاری ہوگئے اس طرح کہ ان کے رخسار پر موتیاں گر رہے تھے. (ابن عباس نے) کہا: حضورﷺ نے فرمایا: «کتف و دوات (یا لوح و سیاہی) میرے لیے لیکر آیئے تا آپ کے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو جاؤگے» ان لوگوں نے کہا: رسول اللہﷺ ھذیان کہہ رہا ہے.

8- ابن عباس کہتا ہے: جب رسول اللہﷺ کی وفات کا وقت آگیا، گھر میں کچھ افراد منجملہ عمر بن خطاب موجود تھے. حضورﷺ نے فرمایا: «آیئے آپ کے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو جاؤگے» عمر نے کہا: رسول اللہﷺ پر درد غلبہ پاگیا ہے اور قرآن آپ کے پاس موجود ہے، اللہ کی کتاب ہمارے لیے کافی ہے. اھل خانہ نے اختلاف اور نزاع کیے. ان میں سے بعض کہتے تھے: آیئے تا رسول اللہﷺ آپ لوگوں کے لیے ایسی تحریر لکھے جس کے بعد گمراہ نہیں ہوں گے، اور ان میں سے بعض افراد عمر کی بات کو دہرا دیئے، جب باطل باتیں اور اختلاف حضورﷺ کے ہاں زیادہ ہوئے تو رسول اللہﷺ نے فرمایا: «کھڑے ہو جائیں (اور چلے جائیں)» عبید اللہ کہتا ہے: ابن عباس کہتا تھا: تمام تر مصیبت یہ تھی کہ رسول اللہﷺ اور اس تحریر کے درمیان فاصلہ پیدا کیے جو آنحضرت لکھنا چاہتے تھے اختلاف اور ان کی باطل باتوں کی وجہ سے (صحیح مسلم، ج 5، ص 75 کتاب الوصیہ)

ب: نص اور وصیت مذکورہ ہیں

9- عجلونی: 3178- اے علی صحیفہ اور سیاہی لیکر آیئے. رسول اللہﷺ املا (ڈیکٹیٹ) کرتے تھے اور علیؑ لکھ رہے تھے اور جبرئیل گواہ تھا. پھر صحیفہ کو فولد کیا. راوی کہتا ہے: ہر کوئی فرد جو آپ کو کہے کہ صحیفہ کی محتوا کو جانتا ہے تو اس کی تصدیق نہ کریں، مگر اس فرد جو اسے املا کیا اور وہ فرد جو اسے لکھا اور وہ فرد جو اس پر گواہ تھا. (حضورﷺ) اس کام کو اس بیماری کی حالت میں سرانجام دیئے جس میں ان کا انتقال ہوا. (کشف الخفاء، ج 2، ص 383)

10- زرندی حنفی و قندوزی: ابراھیم بن شبیہ انصاری کہتا ہے: اصبغ بن نباتہ کہ ہاں بیٹھا: انھوں نے کہا: کیا جو علی بن ابی طالبؑ پر املا ہوا تمہیں پڑھ لوں؟ (اصبغ) میرے لیے، ایک صحیفہ باہر نکالا جس میں لکھا ہوا تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ وصیت ہے جو محمد رسول اللہﷺ نے اس کے ذریعہ اپنے اھل بیت اور امت کی

وصیت کی ہے. اپنے اھل بیت کو تقوای الہی اور اللہ کی ہمیشہ اطاعت کرنے پر، اور اپنی امت کو اپنے اھل بیت کے ساتھ ہونے پہ امر کیا. ان کے اھل بیت حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلیں گے، اور قیامت کا دن ان کے شیعیان اھل بیت کے نقش قدم پر چلیں گے؛ انھوں نے آپ کو گمراہی میں داخل نہیں کریں گے اور آپ کو ھدایت سے باہر نہیں نکالیں گے (نظم درر السمطین، ص 240؛ ینابیع المودۃ، ج 2، ص 365)

11-زرندی حنفی و قندوزی: ابن عباس کہتا ہے: خلافت عمر کے شروعات میں اس کے ہاں گیا... اس نے کہا: اے عبد اللہ (ابن عباس کا لقب) کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا: مسجد سے اس نے کہا: جب اپنے چچازاد بھائی کے ہاں سے آرہے تھے وہ کس کام میں مصروف تھا؟ (ابن عباس کہتا ہے:) میں نے سوچا وہ عبد اللہ بن جعفر کے بارے میں پوچھ رہا ہے. میں نے کہا: وہ اپنے ہم عمر والوں کے ساتھ کھیل رہا تھا. (عمر نے) کہا: اس کے بارے میں نہیں پوچھا بلکہ میرا سوال آپ کے گھر کا بزرگ کے بارے میں تھا. (ابن عباس کہتا ہے) میں نے کہا: مغرب کی طرف، فلان بندہ کے نخلوں کے لیے کنویں سے پانی نکال رہے تھے اور قرآن کی تلاوت کر رہے تھے (عمر نے) کہا: اے عبد اللہ اگر جھوٹ بولا تو تمہارا خون بھاؤں گا. کیا ان کے دل میں خلافت کے بارے میں کچھ باقی ہے؟ (ابن عباس کہتا ہے:) میں نے کہا: جی ہاں. (عمر نے) کہا: علی گمان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی جانشینی کی نص (وصیت) کی ہے؟ (ابن عباس کہتا ہے:) جی ہاں. اور اس سے زیادہ بات تمہیں کہہ دوں؟ اپنے والد سے ان کے ادعا کے بارے میں پوچھا. (میرے والد نے) کہا: علی سچ کہہ رہا ہے. عمر نے کہا: حضور ﷺ ان کے بارے میں کچھ باتیں کی ہے جو کسی بھی مطلب کو ثابت نہیں کرتا اور معذور ہونے کا باعث نہیں بنے گا. حضور ﷺ علی کے مسئلہ کے بارے میں شک کا دچار ہوگئے. اس بیماری میں جو ان کے انتقال کا سبب بنا، قصد کیا علی کا نام کو کہہ دے، لیکن میں شفقت اور اسلام پر اہتمام کے خاطر آنخضرت کو اس کام سے روک دیا. اس گھر کا رب کی قسم، قریش کبھی بھی ان پر جمع نہیں ہوتے (شرح نہج البلاغہ، ج 12، ص 20)

ج: لکھے گئے صحیفہ جو آل محمد ﷺ رسول اللہ ﷺ سے وراثت میں لیے:[1]

12- بیھقی: محمد بن اسحاق کہتا ہے: ابو جعفر (محمد بن علی) کو عرض کیا: وہ مواد جو صحیفہ میں حضور ﷺ (کی وفات) جب قریب تھے وہ کیا تھے؟ انھوں نے فرمایا: اس میں اللہ تعالی نے تمام قاتلوں کو لعنت بھیجا اس فرد کے سوا جو اپنے قاتل کو مار دے، اور تمام افراد جو کہ (دوسروں کو) مارتے ہیں (ان پر لعنت بھیجا ہے)، اس فرد کے سوا، جس نے مارا۔ اسے مارتا ہے، اور یہ کہ کوئی بھی فرد اپنے ولی نعمت کے علاوہ کسی شخص کو سرپرست کے عنوان سے چنے، جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے وہ ان پر کافر ہوا ہے (سنن الکبری، ج 8، ص 26)

13- مسلم: علی بن ابی طالب علیہ السلام نے خطبہ دیا اور فرمایا: «ہر کوئی فرد گمان کرے ہم اللہ کی کتاب اور اس صحیفہ کے علاوہ پڑھتے ہیں (جبکہ صحیفہ ان کے تلوار کے پاس آویزان تھا) جھوٹ کہا ہے۔ اس میں اونٹ کے دانتوں اور زخموں کے بارے میں کچھ مطالب ہیں اور اس میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے: «مدینہ، عیر سے ثور تک ایک حرم ہے...»» (صحیح مسلم، ج 4، ص 115)

14- طحاوی: علی بن ابی طالب علیہ السلام نے خطبہ دیا اور فرمایا: «ہمارے پاس کوئی تحریر نہیں جو آپ کے لیے پڑھ لے، اللہ کی کتاب اور صحیفہ کے سوا، یعنی اس کے غلاف میں ایک صحیفہ» اور انھوں نے فرمایا: تلوار کے غلاف میں (اور) اس کو رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیے ہیں (اور) اس میں صدقہ کی واجبات موجود ہیں» (شرح معانی الاخبار، ص 318)

اور آل محمد علیہم السلام نے واضح فرمایا: جو صحیفہ میں تھا، ان کے بارے میں ہی تھا:

کلینی: 4... ابی اسحاق ابراہیم صیقل کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: «رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے غلاف میں ایک صحیفہ تھا جس میں یہ (مطالب) لکھے ہوئے تھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قیامت کا دن اللہ

[1] - بہت سارے دینی مضامین صحیفہ میں موجود ہیں۔ اس بارے میں کچھ روایت ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ثابت کرے حضور ﷺ نے صحیفہ لکھ دیئے تا اسی طرح، اھل سنت کے اکثر علما کی گمان ختم ہو جائے؛ یہ (گمان) کہ حضور ﷺ دنیا سے گئے اور کوئی تحریر نہیں لکھے! لیکن اسی حالت میں صحیفہ لکھا گیا، اس کے باوجود کے اس کے بارے میں (یہ عبارت) «گمراہی سے بچاؤ» نہیں آیا ہے۔ (تو پھر) کیسے حضور ﷺ اس تحریر کو نہیں لکھا جو اس خصوصیت سے وصف ہوئی ہے؟!

تعالی کے حضور ﷺ میں سب سے باغی لوگ وہ فرد ہے جو اپنے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کرے اور ویسے ہی وہ فرد جس سے مار کھایا، اس شخص کے علاوہ کسی اور کو مارے اور وہ فرد جو اپنے سرپرست کے علاوہ کسی اور کو اپنے سرپرست کے عنوان سے چنے. اس طرح کہ فرد جو اللہ کی جانب سے محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے اس پر کافر ہوا ہے. کوئی بھی فرد جو بدعت بناڈالے یا بدعت بنانے والے فرد کو مقام دے (مدد کرے) اللہ عزوجل قیامت کا دن اس کے کسی بھی وجہ یا بدلہ کو قبول نہیں کرے گا.» پھر انھوں نے مجھے فرمایا: «کیا تم جانتے ہو اس فرد سے مراد کون ہے جو اپنے سرپرست کے علاوہ کسی اور شخص کو اپنا سرپرست چن لیتا ہے؟» میں نے عرض کیا: اس (اپنے سرپرست) سے مراد کون ہے؟ انھوں نے فرمایا: «یعنی اھل دین...» کافی کے بعض نسخوں میں اھل دین کے بجائے، اھل بیت آیا ہے (کافی، ج 7، ص 274)

ملحقه نمبر 2

مهدیین علیہ السلام کے بارے میں کچھ روایات جو شیعہ و سنی کی کتابوں میں موجود ہیں.

اور یہ روایات وصیت مقدس (گمراہی سے بچانے والی تحریر) کے علاوہ ہیں.

اول: شیعہ کتابوں میں

28-صدوق: ابی بصیر کہتا ہے: میں نے امام صادق علیہ السلام (جعفر بن محمد) کو عرض کیا: اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میں نے آپ کے والد سے سنا ہے، انھوں نے فرمایا: «قائم کے بعد بارہ مھدی آئیں گے» امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: (میرے والد نے) فرمایا: «بارہ مھدی اور نہیں فرمایا، بارہ امام، وہ ہمارے شیعیوں کا ایک گروہ ہیں جو لوگوں کو ہماری محبت اور معرفت حق کی طرف دعوت کریں گے.» (کمال الدین و تمام النعمة، ص358)

29-صدوق: علی بن موسی الرضا علیہ السلام اپنے والد اور آنحضرت اپنے والد... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک لمبی حدیث میں فرمایا: «جب مجھے آسمان پہ لیکر گئے... مجھے ندا دیئے گئے. اے محمد! یہ لوگ سرپرستوں اور دوستوں اور برگزیدگاں (چنے گئے) اور میرے حجتیں، آپ کے بعد ہوں گے، (حجتیں) میرے مخلوقات پر- یہ میرے اوصیاء ہیں اور میرے خلفا اور میرے بہترین مخلوقات آپ کے بعد ہوں گے. میری عزت و جلال کی قسم، اپنی دین کو ان کے ذریعہ آشکار کروں گا، اور اپنے کلمہ کو بلند (مرتبہ) کروں گا. اور ان کے آخرین کے ذریعہ، زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کردوں گا اور مشارق و مغارب (کل) زمین کو اس کی سربراہی کے ماتحت قرار دوں گا، اور ہواوں کو اس کے لیے رام کروں گا (مسخر کروں گا) اور طاقتور آدمیوں کو ان کے لیے ذلیل کروں گا اور انہیں آسمان کے درجات پہ بلند کروں گا، اور انہیں اپنی فوجیوں کے ذریعہ نصرت کروں گا اور اپنے ملائکہ کے ذریعہ مدد پہنچاؤں گا، تا میری دعوت آشکار ہو جائے اور لوگوں کو میری توحید کے گرد جمع کردے. پھر اس کی

سلطنت کو جارے رکھوں گا اور ایام کو اپنے دوستوں کے درمیاں قیامت کے دن تک گردش میں لاوں گا...» (کمال الدین و تمام النعمہ، ص 254 تا 256)

30- طوسی: امام صادق علیہ السلام ایک لمبی حدیث میں فرمایا: «اے ابا حمزہ! ہم میں سے قائم کے بعد، بارہ مھدی، حسین علیہ السلام کے اولاد میں سے ہوں گے» (غیبت، ص 478)

31- طوسی: 238... دعای امام مھدی علیہ السلام: «خدایا ان کو اور ان کی اولاد اور شیعیوں اور (ان کے دور کے) لوگوں کو اور ان کے خواص و عوام کو اور تمام اھل دنیا کو، ایسی چیز عطا کردہ جیسے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اور وہ خوشحال ہو جائے. ان کے بہتریں دنیوی واخروی آرزوں تک پہنچادیں کیونکہ تم ہر چیز پر قادر ہو... اور اپنے ولی اور اپنے والیاں عہد پر، اور ان کی اولاد میں سے اماموں پر درود بھیجو، اور ان کی عمر لمبی اور ان کے اجلوں (مقرر گھڑی) کو زیادہ فرما، اور انہیں ان کے دورترین دینی و دنیوی واخروی آرزوں تک پہنچادیں کہ تم ہر شے پر قادر و توانا ہو». (غیبت، ص 273 سے 280 تک)

32- طوسی: حبہ عرنی کہتا ہے: «امیر المومنین علیہ السلام حیرہ تشریف فرما ہوئے اور انھوں نے فرمایا: «یہ اس تک متصل ہو جائے گا» اور اپنے ہاتھوں سے کوفہ و حیرہ کی طرف اشارہ فرمایا: اتنے کہ ان کے درمیان ایک ذراع (کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک کا حصہ) کچھ دیناروں میں خرید وفروخت ہوگا. حیرہ میں ایک مسجد بنے گا جس کے پانسو دروازے ہوں گے، اس میں خلیفہ قائم نماز پڑھے گا، کیونکہ مسجد کوفہ ان کے لیے چھوٹا ہے اور اس میں بارہ امام عادل نماز پڑھیں گے...» (تھذیب الاحکام، ج 3، ص 253)

33- طوسی: یونس بن عبد الرحمٰن روایت کرتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام صاحب الامر کے لیے اس جملوں سے دعا کرتے تھے: «بارالھا! لوگوں میں اپنے ولی و خلیفہ و حجت سے (بلاوں کو) دفع فرما۔۔ بارالھا ان کو، اھل بیت، بیٹا، اولاد اور ان کی امت کو ان کے (دور کے) تمام لوگوں کو، ایسی چیز عطا کردے جس کے ذریعہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو اور اس کے ذریعہ وہ خوش ہو جائے اور ملکوں کی سلطنت ان کے لیے جمع کردے (تیار کردے) ان سب کو چاہے نزدیک ہو یا چاہے دور ان کے عزیز ہو یا ذلیل، اس وقت تک کہ ان کا حکم سب پر جاری ہو جائے اور ان کی حقانیت پر ہر باطل کو شکست فاش کردیں... بارالھا ان کے والیان عہد اور ان کے بعد والے اماموں پر، درود بھیجو، اور ان کی خواہشات پوری کردیں ان کے اجل کو زیادہ کردو اور ان کے اصحاب کی تعداد بڑھادیں، اور آپ کے احکامات جو ان کے ذریعہ محکم ہیں انہیں مکمل کردیں، ان کی حکومت کے ستونوں

کو مستحکم کردیں اور ہمیں ان کے اصحاب اور ان کی دین کے نصرت دینے والوں میں شامل کردیں کیونکہ وہ تمہارے کلمات کے مقام اور تمہارے نگھبانان اور تمہارے توحید کے ارکان، تمہارے دین کے ستونوں، تمہارے عہد کے والیاں، تمہارے خالص بندگاں تمہارے مخلوقات میں سے چنے گئے، تمہارے دوستوں کے دوست اور نوادگاں (پڑپوتے) اور تمہارے نبی ﷺ کے چنے گئے ہیں. والسلام علیہ و علیھم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ». (مصباح المجتھد، ص 409)

34- طوسی: امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: «امام حسین علیہ السلام جمعرات کا دن، شعبان کا تیسرا دن پیدا ہوئے. اس دن کو روزہ رکھو اور اس دعا کو پڑھو: بارالہا اس دن کے مولود کا صدقہ آپ سے مانگتا ہوں، وہی فرد جن کے پیدا ہونے سے پہلے ان کی شہادت کا وعدہ دیا گیا، وہ فرد جو ابھی دنیا کے سنگلاخ پہ قدم نہیں رکھا، اھل آسماں اور اس میں موجود افراد اور زمین اور اس پر موجود افراد ان پر گریہ کیے، قتیل العبرات (جو شخص امام حسین علیہ السلام کو یاد کرے اس کے آنسو جاری ہو جائے گا) اور اھل بیت کا سردار جنھیں رجعت کے دن نصرت ملے گا، ان کے شہید ہونے کے بدلے (آنے والے) امامان ان کی نسل سے ہوں گے اور شفا ان کی تربت میں ہے، فلاح و رستگاری ان کی واپسی میں ہے، اور قائم کے بعد اوصیا ان کی ذریہ میں سے ہوں گے، اور ان کی غیبت اس وقت ہوگی جب تک ان کی خونخواہی پہ اٹھ جائے اور خون بھائے اور (اللہ) جبار کو راضی کردے، اور وہ بہترین انصار ہوں گے، اللہ ان پر شب و روز کی گردش کے ساتھ درود بھیجتا ہے...»(مصباح المجتھد، ص 826)

35- قاضی نعمان مغربی: حضور ﷺ مھدی علیہ السلام اور ان کے دور میں جو اللہ تعالی نیکیاں اور کامیابیاں عطا کریں گے، یاد فرمایا ان کو کہا گیا: اے رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالی یہ سب چیزوں کو ان کے لیے جمع کرے گا؟ انھوں نے فرمایا: «جی ہاں اور جو ان کی زندگی اور روزگار (کے ایام) میں نہ ہو، ان کی اولاد میں سے ان کے بعد میں آنے والے اماموں کے روزگار میں ہوگا»(شرح الاخبار، ج 2، ص 46)

36- قاضی نعمان مغربی: امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: «ہمارے قائم (مھدی علیہ السلام) قیام کرے گا اور ان کے بعد بارہ مھدی آئیں گے، ان کے اولاد میں سے امامان»(شرح الاخبار، ج 3، ص 400)

37- قاضی نعمان مغربی: عبد اللہ بن عمر کہتا ہے: بشارت دو، ظالموں کے ایام ختم ہوئے گا، اس کے بعد جبران کنندہ (پورے معاوضہ کرنے والا) آئے گا جس کے ذریعہ امت محمد ﷺ فلاح پائے گی، مھدی علیہ السلام، بعد میں منصور، بعد میں امامان مھدیین علیہم السلام». (شرح الاخبار، ج 3، ص 400)

38- بہاء الدین نجفی، امام صادق ؑ: «بے شک ہم میں سے قائم کے بعد، بارہ مھدی, حسین ؑ کی اولاد میں سے آئیں گے» (منتخب الانوار المضیئہ، ص 353)

39- اصل محمد بن مثنی حضرمی: ذریح محاربی: میں نے امام صادق ؑ سے حضور ﷺ کے بعد والے اماموں کے بارے میں پوچھا: انھوں نے فرمایا: «جی ہاں، امیر المومنین علی بن ابی طالب ؑ حضور ﷺ کے بعد امام تھے. بعد میں علی بن حسین ؑ، بعد میں محمد بن علی ؑ بعد میں, میں آپ کا آج والا امام ہوں. کوئی بھی شخص جو اسے انکار کردے، اس فرد کی مانند ہے جو اللہ اور ان کی نبی کے شناخت کو انکار کیا ہے... ہم میں سے حضور ﷺ کے بعد سات وصی امام ہوں گے جن کی اطاعت واجب ہیں، ان کا ساتھواں قائم ؑ ہے ،ان شاء اللہ عزیز و حکیم! اللہ تعالی جو چاہے وہ پہلے لائے گا اور جو چاہے موخر کردے گا اور وہ عزیز و حکیم ہے. پھر قائم کے بعد، گیارہ مھدی حسین ؑ کی اولاد میں سے ہوں گے» (اصول ستہ عشر، ص 90-91)

40- سید بن طاووس: عیسی بن عبید اس روایت کو سند کے ساتھ صالحین ؑ سے بیان کرتا ہے: «ماہ رمضان کی تیئیسویں رات میں، کھڑے اور بیٹھے ہوئے اور ہر حال میں تکرار کرتا تھا... بارالہا اپنے ولی کے لیے، وہ فرد جو آپ کے حکم پر قیام کرے گا، حجت - محمد بن حسن مھدی ؑ- بہترین سلام و درود ہو ان پر اور ان کے آباء پر، اسی لحہ اور تمام لحات میں، ان کا ولی و محافظ و رہبر، اور نصرت دھندہ و رہنما و تایید کرنے والا ہو جاؤ، تا ان کو اپنی زمین پر آباد کرو اور اس میں، لمبے مدت تک نعمتیں عطا فرمادیں، اور ان کو اور ان کے اولاد کو اماماں وارث قرار دیں» (اقبال الاعمال، ج 1، ص 191)

41- سید بن طاووس: جمعہ کے دن، صاحب الزمان ؑ کے دن اور ان کے نام پر ہے: وہی دن ہے جس میں آپ ظہور فرمائیں گے... سلام ہو آپ پر اے زمین پر حجت خدا. سلام ہو آپ پر اے اللہ کی آنکھ ان کی مخلوقات میں سلام آپ پر اور آپ کے پاک و مطہر گھرانہ پر. سلام ہو آپ پر (ان شاء اللہ) اللہ نصرت کا وعدہ جو آپ کو دیا ہے اور ظہور امر میں تعجیل فرمائیں... اے میرے مولا، اے صاحب الزمان، اللہ کی درود آپ اور آپ کے گھرانہ پر...» (جمال الاسبوع، ص 42)

42- میرازی نوری: کتاب بحار الانوار کے آخر میں کتاب «مجموع الدعوات» ھارون موسی تلعکبری سے سلام و لمبی درود رسول اللہ ﷺ کے لیے نقل ہوئی ہے، ایک ایک اماموں ؑ (کا ذکر ہیں) اور سلام و درود حجت ؑ پہ، درود و سلام والیاں عہد حجت ؑ پہ اور ان کی اولاد میں سے اماموں پر ذکر اور ان کے لیے دعا کی

گئی ہے: « درود و سلام ان کے والیاں عہد پر، اور ان کی اولاد میں سے اماموں پر، بار الہاان پر صلوات بھیجو، اور ان کی تمناوں کو پورا فرما، اور ان کی نصرت بڑھادو اور اپنے احکامات جو ان کے ذریعہ محکم ہیں، مکمل فرما اور ہمیں ان کا مددگار اور آپ کی دین کے ناصراں میں شامل فرما، کیونکہ وہ آپ کی کلمات کی جایگاہ، اور آپ کی علم کی جگہ، اور آپ کی توحید کے ارکان، اور آپ کی دین کے ستون، اور آپ کے والیان امر، اور آپ کی خالص بندگاں اور آپ کے چنے گئے مخلوقات، اور آپ کے دوستوں او دوستوں کی نسل، اور آپ کے بر گزیدہ (چنے گئے) کے اولاد میں سے منتخب ہیں اور ہماری طرف سے ان پر درود و سلام بھیجو، اور اللہ کے سلام و رحمت اور برکات ان پر ہو» (نجم الثاقب، ج 2، ص 70)

43- سلیم بن قیس امام مھدی علیہ السلام اور مھدیین علیہم السلام کے بارے میں ... پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھ حسین علیہ السلام پر مارا اور فرمایا: « اے سلمان ! میری امت کے مھدی، وہ فرد جو زمین کو عدل و انصاف سے بھردے گا جس طرح ظلم و جور سے پر ہوا ہوگا، اس فرد کی اولاد میں سے ہے، امام فرزند امام، عالم فرزند عالم، وصی فرزند وصی، ان کے والد (امام زمان ع) وہ فرد ہیں جو ان (سید احمد الحسن) کے بعد آئیں گے (اور) وہ امام وصی عالم ہے» (سلمان نے) کہا: میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ، مھدی بہتر ہے یاان کے والد؟ انھوں نے فرمایا: «ان سے ان کے والد بہتر ہے ان کے لیے ان سب کی طرح جزا ہوگا، کیونکہ اللہ ان (کے والد) کے ذریعہ، انہیں ھدایت کرے گا» (کتاب سلیم بن قیس، ص 429، تحقیق انصاری)

44- علی بن بابویہ: 116- باب دعا (نماز) وتر میں اور جو اس میں پڑھتے ہیں: (آیاہے) اور ہم اھل بیت علیہم السلام اس پر عمل کرتے رہیں گے: ... بارالہاان پر اور ان کے گھرانہ پر درود بھیجو. (وہ لوگ جو کہ) آل طہ و یس ہیں. اور اپنے ولی کو مخصوص فرماؤ، اور اپنے نبی کے وصی، اور آپ کے نبی کے بھائی، اور ان کا وزیر وان کا ولی عہد، پرھیزگاران کے امام اور آخرین اوصیا آخرین انبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، اور ان کی بیٹی بتول اور جوانان اھل جنت کے آقایان پر، پہلے والے اور آخر والے، اور امامان راشد علیہم السلام (اور) مھدی علیہ السلام پر جو کہ آئیں گے، اور بافضیلت و باقی اماموں علیہم السلام کے پرھیزگار و نیک نمائندوں پر، اور آپ کی زمین میں آپ کے ذخیرہ پر، وہ فرد جو (وعدہ دیا گیا) دن میں حق پہ قیام کرے گا اور بافضیلت مھدیین علیہم السلام امین و نگہباں افراد پر سلام و درود بھیجو. (فقہ الرضا، ص 402و403)

45- محمد بن ھمام اسکانی (امام مھدی علیہ السلام کے سفیروں کے اصحاب میں سے تھا): مفضل سے: امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: «اللہ عزوجل نے فرمایا: «اپنے بندوں پر دس چیز کو واجب قرار دیا، اگر ان کی معرفت حاصل کردے تو انہیں اپنے ملکوت میں جگہ دوں گا اور اپنے جنتوں کو ان کے لیے مباح کردوں گا. ان میں سے پہلا: میری معرفت دوسرا: اپنی مخلوقات میں بھیجے گئے رسول کی پہچان اور ان کی اقرار اور تصدیق کرنا. تیسرا: میرے اولیاء کی معرفت اور یہ کہ وہ میری مخلوقات پر میرے حجتیں ہیں. جو بھی شخص انہیں عزت دے، مجھے عزت دی ہے اور جو بھی فرد ان کی نسبت دشمنی کرے، میرے ساتھ دشمنی کی ہے وہ میرا اور میری مخلوقات کے درمیان نشانیاں ہیں، جو بھی شخص انہیں انکار کردے، اس کو آگ میں داخل کروں گا اور اپنی عذاب اس پر دگنا کردوں گا. چوتھا: ان افراد کی پہچان جو میرے نور قدس کے واسطہ اٹھ کھڑے ہوگئے وہ در حقیقت میرے عدل کو قائم کریں گے. پانچواں: ان افراد کی معرفت جو اپنی فضیلت کے خاطر قائم ہوگئے اور انہیں تصدیق کیے ہیں...» (تمحیص، ص69)

46- مجلسی: امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام کوفہ کے بارے میں فرمائے ہیں: «وہاں پہ مسجد سہلہ موجود ہے جو کہ اللہ تعالی کسی کو رسول منتخب نہیں کیا مگر یہ کہ وہ وہاں پر نماز پڑھا. وہاں سے عدل الہی آشکار ہوگا. اس میں ان کا قائم اور ان کے بعد والے قائمین ہوں گے. وہاں نبیوں اور اوصیاء اور شایستگاں کی منزلیں ہیں» (بحار الانوار، ج53، ص148)

47- مجلسی: ابن عباس، اللہ تعالی کہ اس کلام کے بارے میں کہتا ہے: «وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا» (دن کی قسم جب اسے روشن کیا) انھوں نے فرمایا: یعنی ہم اھل بیت میں سے امامان جو آخر الزمان میں، زمین پر بادشاھی کریں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے پر کریں گے. (بحار الانوار، ج53، ص118) اور امام صادق علیہ السلام کی فرمایشات کے ایک منبع سے تفسیر فرات کوفی، ج563.

48- علی نمازی: اللہ تعالی کے اس کلام کے بارے میں «دن کی قسم جب اسے روشن کیا» ابن عباس کہتا ہے: مطلب، ہم اھل بیت میں سے امامان ہیں جو آخر الزمان میں حکمرانی کریں گے. (مستدرک سفینۃ البحار، ج4، ص86)

دوسرا: اھل سنت کی کتابوں میں

15-ابن ابی حاتم رازی: کعب الاحبار کہتا ہے: وہ بارہ ہوں گے جب ان کی (حکومت) ختم ہو جائے بارہ افراد کی جگہ، (دوسرے) بارہ افراد آئیں گے. اللہ اس امت کو اس طرح وعدہ دیا ہے (اس آیہ کو) پڑھا: «وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصَّالِحاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ» (اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے) اور ویسا ہی بنی اسرائیل کے ساتھ ایسا کیا. (تفسیر قرآن عظیم، ج 8، ص 2628)

16- عینی اس (عبارت) «بارہ امیر» پر اس طرح تعلیق کرتا ہے (شرح دیتا ہے) کہتا ہے: اور کہا گیا: ممکن ہے کہ بارہ افراد مھدی علیہ السلام کے بعد میں ہوں گے جو کہ آخر الزمان میں آئیں گے... اور کعب الاحبار (کہتا ہے): بارہ مھدی علیہم السلام ہیں: پھر روح اللہ بھیجا جائے گا (اور) دجال کو قتل کرے گا. (عمدۃ القاری، ج 24، ص 282)

کچھ ایسی روایات جو نعیم بن حماد مروزی اپنی کتاب «فِتَن» میں، اس کو اس عنوان کے تحت «وہ واقعات جو مھدی علیہ السلام کے بعد پیش آئیں گے» بیان کیا ہے.

17- عبد اللہ بن عمرو کہتا ہے: تین امیر ہیں جو کہ ولایت رکھتے ہیں. تمام ارض ان کے لیے فتح ہو گی اور وہ سب شائستہ ہوں گے: جابر پھر مفرح، پھر ذوالعصب. زمین میں چالیس سال حکومت کریں گے. ان کے بعد دنیا میں کوئی خیر نہیں. (فتن، ص 242)

18- سلیمان بن عیسی جو کہ فِتَن میں ایک عالم فرد تھا، کہتا ہے: مجھ تک ایسا خبر پہنچا ہے کہ مھدی علیہ السلام چودہ سال بیت المقدس میں رہے گا اور اس کے بعد وفات پائے گا اور بعد قوم «تبع» سے ایک شریف شخص آئے گا جسے منصور کہا جاتا ہے، بیت المقدس میں اکیس سال رہے گا... اور یہ وہ شخص ہے جس کے خلاف ایک اور فرد خروج کرے گا جس کے نام حضور صلی اللہ علیہ و آلہ کا نام اور ان کی کنیت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ کی کنیت ہے... پھر مارا جائے گا اس کے بعد «حیم» جو مھدی دوم علیہ السلام ہے حکومت کرے گا، یہ وہ فرد ہے جو رومیوں کو قتل کرے گا اور انہیں شکست فاش دے گا اور قسطنطنیہ کو فتح کرے گا اور اس میں تین سال و چار مہینے اور دس دن رہے گا. پھر عیسی بن مریم علیہ السلام (آسمان سے) آئے گا اور فرمان روائی ان کے حوالہ کیا جائے گا. (فتن، ص 243)

19- عبد اللہ بن عمر کہتا ہے: پھر مھدی علیہ السلام (آئے گا) اھل یمن اپنے شہروں کو چلے جائیں گے پھر منصور علیہ السلام اور پھر مھدی علیہ السلام جن کے ہاتھوں، شہر روم فتح ہو جائے گا (فتن، ص 244)

20- محمد بن حنفیہ کہتا ہے: بنی ہاشم سے ایک خلیفہ بیت المقدس میں آئے گا اور زمین کو عدل سے بھر دئے گا. بیت المقدس کو ایسا بنائے گا جو کوئی بھی فرد اس کی مانند نہیں بنایا. چالیس سال حکومت کرے گا. اس کی خلافت میں جب سات سال باقی رہے، روم کی جنگ (اور رومیوں کو ساقط کرنا) اس کے ہاتھوں میں ہوگا. پھر اس کے خلاف سازش ہوگا اور اسے سیاہچال (تہ خانہ) میں ڈال دیں گے اور وہ وہیں پر شدت غم سے وفات پائے گا. اس کے بعد بنی ہاشم سے ایک فرد آئے گا. ان کی شکست اور قسطنطنیہ کی فتح ان کے ہاتھوں میں ہوگا پھر روم کی طرف جائے گا اور اسے بھی فتح کرے گا اور وہاں کے خزانے اور سلیمان بن داوود علیہ السلام کے مائدہ کو باہر نکالے گا. پھر بیت المقدس کی طرف واپس جائے گا اور وہیں رہے گا. دجال اس کے دور میں آئے گا اور عیسی بن مریم علیہ السلام (آسمان سے) آئے گا اور اس کے پیچھے نماز پڑھے گا. (فتن، ص 246)

21- عبد اللہ بن عمر بن عاص کہتا ہے: جابر، پھر مھدی علیہ السلام، پھر منصور علیہ السلام، پھر سلام، پھر امیر عصب، جو بھی شخص اس کے بعد مر سکتا ہے، مر جائیں.

22- عبد اللہ بن عمرو کہتا ہے: تین خلیفہ ہوں گے جو ولایت (حکومت) کریں گے. وہ سب شائستہ ہیں ان کے ذریعہ کل زمین فتح ہو جائے گا، ان کا پہلا جابر، دوسرا مفرج، تیسرا ذوالعصب زمین پر چالیس سال رہیں گے. اس کے بعد دنیا میں کوئی خیر نہیں...

23- ارطاۃ کہتا ہے: مجھ تک (ایک خبر) پہنچا ہے کہ مھدی علیہ السلام چالیس سال زندگی کریں گے. پھر اپنے بستر پر وفات پائے گا. پھر قحطان میں سے ایک مرد قیام کرے گا جس کے دونوں کان سوراخ ہیں اور سیرہ مھدی علیہ السلام پر عمل کرے گا. بیس سال تک رہے گا پھر سفاح (خونریز اور زناکار) کے ہاتھوں قتل ہو جاے گا. پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اھل بیت میں سے ایک مرد خروج کرے گا جو کہ مھدی نیک سیرت ہے، وہ شہر قیصر کو فتح کرے گا. وہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخرین امیر ہے پھر دجال اس کے دور میں خروج کرے گا اور عیسی بن مریم علیہ السلام اس کے دور میں (آسمان سے) اترے گا. (فتن، ص 247 و 248)

24- ارطاۃ کہتا ہے: مھدی علیہ السلام کے بعد قحطان میں سے ایک مرد آئے گا جس کے دونوں کانیں سوراخ ہیں (اور وہ) سیرہ مھدی علیہ السلام پر عمل کرے گا. بیس سال تک جیے گا پھر سلاح کے ذریعہ مارا جائے گا پھر اھل بیت

احمد ﷺ سے ایک مرد خروج کرے گا جو کہ نیک سیرت ہے. شہر قیصر کو فتح کرے گا اور وہ امت احمد ﷺ کے آخرین سربراہ یا امیر ہو گا. اس کے دور میں دجال خروج کرے گا اور عیسی علیہ السلام اس کے دور میں (آسمان سے) اترے گا. (فتن، ص 251)

ملحقه نمبر 3

مهدی اول علیہ السلام کے بعض روایات شیعه اور اهل سنت کی کتابوں میں

وصیت مقدس رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ کو پڑھ لیے ہیں اور اس میں مهدی (احمد علیہ السلام) کے بارے میں تذکرہ دیکھ لیے ہیں؛ (احمد علیہ السلام) وصی امام مهدی علیہ السلام اور ان کے قریبی اور ان کے مومنین میں سے ہیں.

ابھی بعض روایات کو ذکر کروں گا جو که «فریقین» (شیعه واهل سنت) کی کتابوں میں مذکور ہیں

اول: شیعه کتابوں میں

الف: وه آل محمد علیہم السلام میں سے ایک امام اور بارھواں بیٹا. رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ اور علی کے ہیں:

49- کلینی: زراره نے کہا: امام باقر علیہ السلام سے سنا جو فرمار ہے تھے: «باره امام آل محمد علیہم السلام میں سے، سبھی مُحَدَّث (فرشته ان سے کلام کرتے ہیں) رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ کی اولاد اور علی علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، اور رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ اور علی علیہ السلام ان کے اباء ہیں» (کافی، ج1، ص 531)

50- کلینی: ابوسعید خدری اس سوالوں کے بارے میں جو ایک یهودی شخص امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا، کہتا ہے: ... **اس امت کے بارے میں مجھے خبر دو که ان کے کتنے امام هدایت ہوں گے؟** اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں مجھے خبر دو که جنت میں ان کے مقام کہاں ہے؟ اور مجھے خبر دو که کونسے شخص جنت میں ان کے ساتھ ہوں گے: امیر المومنین علیہ السلام نے اس کو فرمایا: «اس امت کے لیے باره امام هدایت موجود ہیں جو که رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ کی اولاد میں سے ہیں اور وه مجھ سے ہیں. اما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ کی جایگاه جنت میں، اس کے بہترین اور باشرف ترین جگه ہے، بہشت عدن، لیکن یه که کونسا فرد ان کے ساتھ جنت میں ہے، وه باره افراد ان کی اولاد میں سے اور ان کے والده اور جد اور نانی اور ان کی اولاد ہوں گے جو که کوئی بھی شخص ان کے ساتھ شریک نہیں ہے.» (کافی، ج1، ص 532)

51- کلینی: امام باقر علیہ السلام جابر بن عبد اللہ انصاری کی قول کے مطابق فرماتا ہے: «فاطمہ علیہا السلام کے ہاں حاضر ہو گیا جبکہ ان کے ہاتھوں میں ایک لوح تھا جس میں ان کی اولاد میں سے اوصیا کے اسماء تھیں (ان کو) گن لیا، بارہ تھے. ان کے آخر میں قائم علیہ السلام تھا ان کے تین محمد اور ان کے تین علی تھے» (کافی، 1، ص 532)

52- کلینی: امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: «اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن و انس کی طرف بھیجا اور ان کے بعد بارہ وصی قرار دیا، ان میں سے بعض پہلے تھے اور بعض بعد میں آئیں گے، ہر وصی کی ایک سنت ہے؛ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد والے اوصیا عیسی علیہ السلام کے اوصیا کی سنت پر ہیں اور وہ بارہ افراد تھے اور امیر المومنین علیہ السلام مسیح علیہ السلام کی سنت پر ہے» (کافی، ج 1، ص 532)

53- کلینی: زارہ کہتا ہے: امام باقر علیہ السلام سے سنا. انھوں نے فرمایا: «بارہ امام آل محمد علیہم السلام سے سبھی محدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام ان کے باپ ہیں» (کافی، ج 1، ص 533)

54- کلینی: امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «میں اور بارہ افراد اے علی میری اور تمہاری اولاد، زمین کا «زرّ» ہیں، یعنی اس کے کیلوں اور پہاڑوں۔ ہمارے واسطے اللہ زمین کو قائم رکھا ہے تا اپنے باشندے کو اپنے اندر نگل نہ دے. جب میری اولاد میں سے بارہ جائیں گے، زمین اپنے باشدوں کو نگل دے گا اور ان کو فرصت نہیں دیا جائے گا» (کافی، ج 1، ص 534)

55- کلینی: امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: «میری اولاد میں سے بارہ نقیب (نمایندہ) ہوں گے جو کہ چنے گئے محدث و فہیم ہیں. ان کے آخری قائم (حق کا) ہے، زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح ظلم سے بھر چکا ہو گا» (کافی، ج 1، ص 534)

ب: یہ کہ مھدی علیہ السلام پہ وصف کیا جاتا ہے اور ان کا نام احمد ہے:

56- طوسی: اصبغ بن نباتہ کہتا ہے... امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا. میں نے دیکھا آنحضرت زمین پر (لکڑی سے) خط کھینچ رہے ہیں. ان کو عرض کیا: اے امیر المومنین علیہ السلام کیا ہوا، آپ کو سوچتے ہوئے اور زمین پر خط کھینچتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ کیا اس میں آپ کی رغبت ہے؟ انھوں نے فرمایا: «نہیں، خدا کی قسم! زمین اور نہ ہی دنیا کی میری کوئی رغبت ہے: لیکن ایک مولود کے بارے میں سوچ رہا ہوں

جو میری گیارھویں اولاد کی نسل سے ہے. وہ مھدی ہے جو کہ زمین کو عدل وانصاف سے پر کرے گا، جس طرح ظلم وجور سے بھر چکا ہوگا۔ اس کے لیے سرگردانی اور غیبت ہے. کوئی گروہ اس میں گمراہ اور کوئی دوسرا گروہ اس میں ھدایت پائیں گے» میں نے عرض کیا: اے میرے مولا، ان کی سرگردانی اور غیبت کتنی لمبی ہوں گی؟ انھوں نے فرمایا: «چھ دن، چھ مہینے یا چھ سال» میں نے عرض کیا: کیا یہ مسالہ رونما ہوگا؟ انھوں نے فرمایا: «جی ہاں، لگتا ہے وہ خلق کیا گیا ہے (وہ ضرور آئے گا) اے اصبغ تمہیں اس مسالہ سے کیا لینا دینا ہے! وہ اس امت کے بہترین ہیں اس عترت کے نیک افراد کے ساتھ»، (اصبغ نے) کہا: میں نے عرض کیا: اس کے بعد کیا واقع ہوگا؟ انھوں نے فرمایا: «پھر اللہ جو چاہے انجام دے گا جس کے ہاں بدائیں (تبدیلیاں)، ارادے، اھداف اور نھایتیں ہیں» (غیبت، ص 166)

57- طوسی: حذلم بن بشیر کہتا ہے: میں نے علی بن حسین علیہ السلام سے عرض کیا: مھدی علیہ السلام کے خروج کو میرے لیے وصف فرمایئے اور ان کی دلایل اور نشانیاں کو بتادیجیے؟ انھوں نے فرمایا: «اس کے خروج سے پہلے سرزمین جزیرہ میں ایک مرد آئے گا جسے عوف سلمی کہا جاتا ہے، اس کی جگہ تکریت ہے اور مسجد دمشق میں مرے گا پھر شعیب بن صالح سرقند سے خروج کرے گا، پھر سفیانی ملعون وادی یابس سے خروج کرے گا، وہ عتبۃ بن ابی سفیان کی اولاد میں سے ہے. جب سفیانی ظاہر ہوگا، مھدی چھپ جائے گا اور اسے کے بعد خروج کرے گا» (غیبت، ص 443)

58- طوسی: حذیفہ کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا جو کہ مھدی علیہ السلام کو یاد کر رہے تھے اور انھوں نے فرمایا: «اس کے ساتھ رکن و مقام کے درمیان بیعت کی جائے گی ان کا نام احمد و عبداللہ و مھدی ہیں. یہ ان کے تینوں اسماء ہیں» (غیبت، ص 454)

59- صدوق: امام محمد باقر علیہ السلام اپنے والد علیہ السلام سے اپنے جد علیہ السلام امیر المومنین علیہ السلام سے قائم علیہ السلام کی خصوصیات کو یاد کرنے کے بعد فرمایا: «ان کے دو نام ہیں: خفیہ نام اور ظاہری نام. اما خفیہ نام، احمد اور ظاہری نام محمد ہے. جب اپنے پرچم لہرائے گا، جو مشرق و مغرب کے مابین ہیں انہیں نورانی کرے گا، اور اپنے ہاتھ بندوں کے سروں پر رکھے گا. کوئی مومن باقی نہیں رہے گا مگر اس کا دل لوہے سے زیادہ مضبوط ہوئے گا، اور اللہ تعالی اسے چالیس مردوں کی طاقت عطا کرے گا، اور کوئی میت نہیں رہے گا مگر یہ کہ یہ خوشی اس کے دل میں داخل ہوئے گی» (کمال الدین و تمام النعمہ، ص 653)

60- سید بھاء الدین نجفی: امام باقرؑ نے فرمایا: «اللہ تعالی کے خزانے طالقان میں ہیں جو نہ سونے ہیں نہ چاندی، (وہ) بارہ ہزار افراد خراسان میں ہوں گے جن کا نعرہ «احمد، احمد» ہے۔ بنی ہاشم میں سے ایک جوان ان کا سربراہ ہے، (وہ) ایک خاکی (گری) رنگت کے قاطر پر سوار ہے اور ان کی پیشانی پر لال دستار باندھا ہوا ہے. ایسا لگتا ہے اسے دیکھ رہا ہوں جو کہ فرات سے گزر رہا ہے جب اس کو سنیں گے اس کی طرف بڑھیں، اگرچہ برفوں پر سینہ کے بل جانا پڑے» (منتخب الانوار مضیئہ، ص 343)

ج: وہ قائم و صاحب الامر[1] اور یمانی موعود ہیں:

61- کلینی: محمد بن علی حلبی کہتا ہے: امام صادقؑ سے سنا انھوں نے فرمایا: «بنی عباس کے مابین اختلاف ہونا حتمی ہے. ندا حتمی ہے، خروج قائم حتمی ہے» میں نے عرض کیا: ندا کیسی ہوگی؟ انھوں نے فرمایا: «منادی آسمان سے دن کے شروع میں آواز دے گا، خبردار! علی اور ان کے شیعیان ہی کامیاب ہیں» انھوں نے فرمایا: «منادی دن کے آخر میں آواز دے گا: خبردار! عثمان اور اس کے شیعیان ہی کامیاب ہیں» (کافی، ج 8، ص 310)

62- نعمانی: یزید کناسی کہتا ہے: امام باقرؑ سے سنا انھوں نے فرمایا: «اس امر کے صاحب یوسف سے شباهت رکھتا ہے، (وہ) سیہ فام کنیز کا بیٹا ہے، اللہ اس کے امر کو ایک ہی رات میں تیار کرے گا.» (غیبت، ص 166)

63- نعمانی: ابوبصیر کہتا ہے: امام باقرؑ سے سنا انھوں نے فرمایا: «اس امر کے صاحب میں چار نبیوں کی سنتیں موجود ہیں. موسیؑ سے ایک سنت، عیسیؑ سے ایک سنت، یوسفؑ سے ایک سنت، محمد ﷺ سے ایک سنت،» میں نے عرض کیا: سنت موسیؑ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: «خائف اور محتاط رہنا» میں نے عرض کیا: سنت عیسیؑ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: «اس کے بارے میں وہی باتیں ہوگی جو عیسیؑ کے بارے میں کہتے تھے» میں نے عرض کیا: سنت یوسفؑ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: «زندان

[1] - اس روایات میں قائمؑ و صاحب الامر کے ذکر ہوئے خصوصیات، مثلًا یہ کہ وہ امام مھدیؑ کی ظہور کے حتمی نشانی ہے بلکہ قائم میعاد میں سے ہیں (ان کی ظہور حتمی ہے) اور یہ کہ سفیانی کے ساتھ جنگ کرے گا یا کہ وہ قید ہوں گے اور کنیز سبزہ کا بیٹا ہے، قطعی طور پہ یہ خصوصیات امام مھدیؑ پر منطبق نہیں ہیں.

اور غیبت» میں نے عرض کیا: سنت محمد ﷺ کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: «جب قیام کرے گا، سیرہ رسول اللہ ﷺ پر برتاؤ کرے گا لیکن محمد ﷺ کے آثار کو بیان (اور واضح) کرے گا تلوار آٹھ مہینے تک کندھا پر رکھے گا، مارے گا اور مارے گا اس وقت تک اللہ تعالی راضی ہو جائے» میں نے عرض کیا: ان کو کیسے پتا چلے گا اللہ راضی ہو گیا؟ انھوں نے فرمایا: «اللہ تعالی رحم دلی کو اس کہ قلب میں داخل کرے گا» (غیبت: ص 167)

64- نعمانی: ابی بصیر کہتا ہے: امام باقرؑ نے فرمایا: «جب مشرق کی طرف سے ایک آگ دیکھو گے جو زرد رنگ (اور) بہت بڑا ہو اور تین یا سات دن تک لمبا ہو جائے، فرج (اور گشایش) آل محمدؑ کا انتظار کرو، اگر اللہ عزوجل چاہے اور اللہ تعالی عزیز و حکیم ہے...

اور فرمایا: قائمؑ صرف اس وقت قیام کرے گا جب لوگوں میں شدید خوف و ہراس (پھیلے گا اور) لوگ زلزلوں اور فتنوں میں دچار ہوں گے، اس سے پہلے بلا و طاعون (میں مبتلا ہوں گے) اور عرب میں تلوار اور لوگوں میں شدید اختلافات اور ان کے دین میں اختلافات اور ان کی حال میں تبدیلی (ہوں گے) اس وقت تک کہ افراد، دن رات موت کی دعا کریں گے لوگوں کی بد اخلاقی (کتے کی مانند) اور ایک دوسری (کی حق) کو کھانے کی وجہ سے اس کا خروج اس دور میں ہو گا کہ (لوگ) فرج کو دیکھنے سے ناامید ہوں گے. اس فرد کی خیر ہو جو ان کو پہچان کر ان کے اصحاب میں شامل ہو جائے وای اس فرد پر جو اسے مخالفت کر دے اور ان کی نافرمانی کرے اور ان کے حکم سے عدول کرے اور ان کی دشمنوں میں شامل ہو جائے...

پھر انھوں نے فرمایا: سفیانی و یمانی و خراسانی کے خروج ایک ہی سال و ایک ہی ماہ و ایک ہی دن میں ہو گا، اور ایک دوسرے کے بعد میں آئیں گے، عذاب ہر طرف سے ہو گی. وای اس شخص پر جو ان کی مخالفت کر دے. پرچموں میں، یمانی کے پرچم سے زیادہ ھدایت کرنے والا کوئی اور پرچم نہیں. ھدایت کا پرچم، وہی ہے کیونکہ (وہ) آپ کے صاحب کی طرف دعوت کرے گا. جب یمانی خروج کرے گا، لوگوں میں اور تمام مسلمانوں میں اسلحہ کی خرید و فروخت حرام ہو جائے گا. جب یمانی خروج کرے گا اس کی طرف بڑھو، کیونکہ اس کا پرچم ھدایت کا پرچم ہے اور کسی بھی مسلمان پر جائز نہیں کہ اس کی خلاف ورزی کرے؛ ہر کوئی فرد اگر اس کام (خلاف ورزی) کو انجام دے، وہ اھل دوزخ (جہنم) میں سے ہو گا، کیونکہ وہ (یمانی) حق اور سید ھا راستہ (صراط مستقیم) کی طرف پکارتا ہے» (غیبت، ص 262 سے 264 تک)

65- نعمانی: ابوھاشم داوود بن قاسم جعفری کہتا ہے: امام جوادؑ کی خدمت میں تھے، اور سفیانی کا تذکرہ ہوا اور یہ کہ روایت میں آیا ہے کہ اس کا امر حتمی ہے. ابا جعفرؑ سے میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالی حتمی امر میں بدا (تبدیلی) کرے گا؟ انھوں نے فرمایا: «جی ہاں»، ان کو عرض کیا: ڈر لگتا ہے کہ اللہ تعالی قائم (کے امر) میں بدا کرے۔ انھوں نے فرمایا: «قائم میعاد (وعدہ دیا گیا ہے) ہے اور اللہ تعالی میعاد میں تخلّف (خلاف ورزی) نہیں کرے گا» (غیبت، ص 315)

66- حسن بن سلیمان حلی: مفضل بن عمر کہتا ہے: اپنے آقا، امام صادقؑ سے پوچھا:... سنت قائمؑ کے علاوہ، ان کی ظہور و قیام سے پہلے، (کیا ہم) اس (سنت) سے بیعت کریں؟ (کر سکتے ہیں؟) انھوں نے فرمایا: «ای مفضل! ظہور قائمؑ سے پہلے ہر بیعت، کفر و نفاق اور دھوکہ دینے کی بیعت ہے، اللہ تعالی کسی بھی فرد جو اس سے بیعت کرے گا یا اس فرد جو اس کی بیعت کی جائے، اس پر لعنت بھیجتا ہے. اے مفضل! قائمؑ حرم پہ تکیہ کرے گا اور اپنے ہاتھ آگے بڑھائے گا جب کہ روشن (اور سفید) اور بغیر کوئی نقص ہے اور فرماتا ہے: یہ اللہ کا ہاتھ ہے اور اللہ کی جانب اور اللہ کا حکم سے ہے پھر اس آیہ کی تلاوت کرے گا: «إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ» (بیشک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ کی بیعت کرتے ہیں اور ان کے ہاتھوں کے اوپر اللہ ہی کا ہاتھ ہے)... اور یہ (واقعہ) اس دن طلوع آفتاب کے وقت ہوگا. جب سورج طلوع کر دے اور روشنی دے، آواز دینے والا سورج کیجانب سے عربی زبان میں واضح طور پہ مخلوقات کو خطاب کرے گا اس طرح کہ آسمانوں اور زمین پر تمام افراد سنیں گے (وہ کہتا ہے:) اے مخلوقات کے گروہ! یہ فرد مھدی آل محمدؑ ہیں. ان کا نام ان کے جد رسول اللہ ﷺ کا نام اور ان کی کنیت ہیں اور اپنے والد الحسن گیارھواں[1] کی طرف اور حسین بن علیؑ تک نسبت دیا جاتا ہے. (حسینؑ کی نسل میں سے ہیں). اس سے بیعت کریں تا ھدایت پائیں گے اور اس کے احکامات کی مخالفت مت کریں ورنہ گمراہ ہو جائیں گے... جب سورج غروب ہونے لگے گا، ایک آواز دینے والا سورج غروب ہونے کی محل سے آواز

[1] - واضح ہے یہ روایت اس قائم کے بارے میں ہے جن کی ظہور اور بیعت لینا سفیانی سے بیک وقت بلکہ حتی اس سے پہلے ہوگا، جبکہ امام مھدیؑ اس وقت ظاہر نہیں. جیسے کہ واضح ہے، سفیانی ان (کی ظہور) کے ایام قریب ہونے کا ایک نشانی ہے. روایات میں، امام مھدیؑ کے بغیر کوئی بھی مرد ظہور کے وقت قائم و مھدی پہ وصف نہیں ہوا مگر ان کا بیٹا «احمد» جیسے کہ ہم جان چکے ہیں. جب «احمد» کو وصیت کے گیارھواں امام کی نسبت دے یعنی الحسنؑ، ان کا نام اس طرح ہوگا «احمد الحسن». والحمد للہ رب العالمین.

دے گا: اے مخلوقات کے گروہ! تمہارا رب خشک سرزمین (وادی یابس) فلسطین کے سرزمین سے ظہور کیا ہے. وہ عثمان بن عنبسہ اموی ہے، یزید بن معاویہ (خدا اسے لعنت کردے) کی اولاد میں سے ہے. اس کی بیعت کردے هدایت پاوگے اور اس کی مخالفت نہ کریں ورنہ گمراہ ہو جاؤگے. ملائکہ اور جن اور نقیبوں (نمایندگان) اس کی بات کو رد کریں گے اور اسے تکذیب کریں گے اور کہیں گے: سن لیا، لیکن ہم مخالفت کریں گے. زیادہ شک اور تردید کرنے والا فرد باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ آخری آواز سے گمراہ ہو جائے گا. ہمارے آقا قائم علیہ السلام کعبہ پہ ٹیک لگائے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں: «اے مخلوقات کی گروہ! خبردار! کوئی بھی شخص آدم و شیث کو دیکھنا چاہے، میں آدم و شیث ہوں. خبردار! کوئی بھی فرد نوح علیہ السلام اور ان کا بیٹا سام علیہ السلام کو دیکھنا چاہتا ہے، میں نوح علیہ السلام و سام علیہ السلام ہوں. خبردار! کوئی بھی فرد ابراھیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کو دیکھنا چاہتا ہے میں ابراھیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام ہوں. خبردار! کوئی بھی فرد موسی علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام کو دیکھنا چاہتا ہے، میں موسی علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام ہوں. خبردار! کوئی بھی فرد عیسی علیہ السلام اور شمعون علیہ السلام کو دیکھنا چاہتا ہے، میں عیسی علیہ السلام اور شمعون علیہ السلام ہوں. خبردار! کوئی بھی فرد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھنا چاہتا ہے، میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام ہوں. خبردار! کوئی بھی فرد حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کو دیکھنا چاہتا ہے، میں حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہوں. خبردار! کوئی بھی فرد حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے اماموں کو دیکھنا چاہے تو میں حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے اماماں ہوں. میری درخواست کو جواب دیں میں تمہیں خبر پہنچا دیا جو اسے آگاہ ہوگئے، اور اس چیز سے جس سے بے خبر ہو (اس کا بھی پتا چل گیا) ہر کوئی فرد جو کتابوں اور صحیفوں کو پڑھتا ہے، میری باتوں کو سنیں...» (مختصر بصائر الدرجات، ص 183 و 184)

د: امام مھدی علیہ السلام سے پہلے آئے گا، شروع مشرق سے اور ان کا گھر بصرہ میں ہے:

67- ابن طاووس: امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: «اللہ تعالی، اس سے زیادہ جلال والا اور کرامت کرنے والا اور بڑا ہے کہ زمین کو امام عادل کے بغیر چھوڑ دے» (راوی) کہتا ہے: ان سے عرض کیا: کوئی ایسے مطلب کو بیان فرمائیں جس کے واسطہ میں آسودہ ہو جاؤں. انھوں نے فرمایا: «اے ابا محمد! امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی چین و سکون نہیں دیکھیں گے، جب تک کہ (بنی فلان کے) بیٹوں کی سلطنت باقی ہو، تا ان لوگ کی سلطنت ختم ہو جائے. جب ان کی سلطنت ختم ہو جائے گی، اللہ تعالی امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہم اھل بیت سے ایک مرد کو بھیجے

گا، وہ پرہیزگاری کی ھدایت کرے گا اور ھدایت سے سلوک کرے گا اور اپنے حکم میں رشوت نہیں لے گا. اللہ کی قسم، میں ان کا نام اور ان کے والد کا نام کو جانتا ہوں پھر ایک چھوٹا قد اور سخت مزاج جس کے دو خالیں اور نشانیاں ہیں، آئے گا. (وہ) قائم علیہ السلام، عادل، امانت کے محافظ ہے زمین کو عدل و انصاف سے پر کرے گا جس طرح ظلم و جور سے بھر چکا ہوگا» (اقبال الاعمال، ص 116)

68-ابن طاووس: اصبغ بن نباتہ کہتا ہے: امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا: . مھدی اور افراد کے خروج اور ان افراد کے نام جو ان کے ساتھ خروج کریں گے، یاد فرمایا. ابو خالد کلبی ان سے عرض کیا: اے امیر المومنین علیہ السلام ان لوگوں کو ہمارے لیے وصف کیجیے. علی علیہ السلام نے فرمایا: «کیا تم کو مردوں اور ان کے تعداد کے بارے میں نہ کہوں؟» ہم نے کہا: جی، اے امیر المومنین علیہ السلام. انھوں نے فرمایا: «رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا انھوں نے فرمایا: ان کا پہلا بصرہ میں سے ہے اور ان کا آخرین یمامہ میں سے ہے» اور علی علیہ السلام مھدی کے مردوں کو بیان فرمارہے تھے اور لوگ لکھ رہے تھے... (ملاحم و فتن، ص 288)

69- کلینی: امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: «امیر المومنین علیہ السلام مدینہ میں خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ کی حمد و مدح و ثنا ادا فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے اھل بیت علیہم السلام پر درود بھیجا. پھر انھوں نے فرمایا: ... میری جان کی قسم، اگر آپ میرے بعد حکومت بنی امیہ کی مدت کو پوری کردے، اس پادشاہ کے ارد گرد جمع ہوں گے جو گمراہی کی طرف دعوت کرتا ہے اور باطل کو زندہ اور حق کو پس پشت ڈالیں گے، اھل بدر کے قریبیوں سے دوری کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف جو لڑے تھے ان کے بیٹوں کے ساتھ ملیں گے. میری جان کی قسم، جب ان کی طاقت کم ہو جائے، جزا دینے کے لیے چھلنی کا وقت آئے گا اور دیا گیا وعدہ کا وقت قریب آئے گا، مدّت ختم ہوئے گا آپ کے لیے مشرق کی طرف سے ایک دنبالہ دار ستارہ ظاہر ہوگا اور چاند چمک دار ہوئے گا، جب ایسا ہوئے گا، توبہ کرنے پہ باز آجاو. جان لو اگر تم «طالع مشرق» (وہ فرد جو مشرق سے آئے گا) سے پیروی کرے، تمھیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے راستہ پر ھدایت کرے گا؛ نتیجتاً اندہ پن، گونگے پن اور بہرے پن سے نجات پاؤگے، اور جست و جو کی زحمت سے چھٹکارا ملے گا اور بھاری ذمہ داری آپ کے کندھوں سے ہٹادیا جائے گا. اللہ کسی شخص کو دور نہیں کرے گا مگر وہ جو اپنے (نفس کے) ساتھ ظلم کیا ہو اور سوچے سمجھے بغیر کوئی کام سرانجام دے، اور جو چیز اس کا نہیں اسے چھین لے. بہت جلد جن لوگوں نے ظلم کیے ہیں ان کو پتا چلے گا کہاں واپس جائیں گے». (کافی، ج 8، ص 63 تا 66)

70- نعمانی: امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: «... ان کے بال پیچیدہ ہے. ان کے گال پہ تل ہے. مشرق کی طرف سے آئے گا. جب ایسا ہوا تو سفیانی خروج کرے گا اور عورت کے حمل کی مدت تک (نو مہینے) حکمرانی کرے گا. شام میں خروج کرے گا، شام کے لوگ اس کی تبعیت کریں گے مگر وہ گروہیں جو بر حق ہیں. اللہ ان کو اس کے ساتھ خروج سے محفوظ رکھے گا. عظیم لشکریوں کے ساتھ مدینہ کی طرف آئے گا، اس وقت تک کہ بیدا مدینہ پہنچیں گے، اللہ ان کو (وہاں) نگل دے گا. یہ اللہ عزوجل کے کلام ان کی کتاب میں سے ہے: «وَلَوْ تَرَى إِذْ فَزِعُوا۟ فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا۟ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ» (اور کاش تم دیکھو جب یہ گھبرا جائیں گے تو (عذاب سے) بچ نہیں سکیں گے اور نزدیک ہی سے پکڑ لئے جائیں گے)» (غیبت، ص316)

ھ: آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی جسمانی خصوصیات کو بیان فرمائے ہیں:[1]

71- نعمانی: حمران بن اعین کہتا ہے: امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا: آپ پر فدا ہو جاوں، میں مدینہ میں داخل ہو گیا جبکہ ایک چمڑے کی تھیلی میری کمر پر باندھا ہوا تھا. اس میں ھزار دینار تھے. اور اللہ سے عہد کیا کہ اس کے ایک ایک دینار آپ کے درگاہ کے سامنے انفاق کردوں، یا کہ آپ میرے سوال کی جواب دیں، انھوں نے فرمایا: «اے حمران، سوال کرو تا تمہارے سوال کا جواب ملے اور اپنے دیناروں کو انفاق مت کرو» (حمران کہتا ہے) میں نے عرض کیا، آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہونے کی وجہ سے پوچھتا ہوں، کیا آپ صاحب الامر اور ان کا قائم ہو؟ انھوں نے فرمایا «نہیں» میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائے، پھر وہ کون ہے؟ انھوں نے فرمایا: «وہ ایک لال و سفید فرد ہے، ان کی انکھیں اندر گئیں ہوئیں ہیں اور بھنویں گھنے ہیں۔ ان کے کندھوں کے درمیاں گشادہ ہے، ان کے بالوں میں خشکی ہے، ان کے چہرہ میں ایک نشانی ہے، اللہ تعالی موسی کو غریق رحمت کریں» (غیبت، ص223)

72- صفار: ابو بصیر کہتا ہے: امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: آپ پر فدا ہو جاوں، چاہتا ہوں آپ کے سینہ کو مس کردوں. انھوں نے فرمایا: «جی آیئے» (ابو بصیر کہتا ہے:) ان کے سینہ اور کندھوں کو مس کیا. انھوں نے فرمایا: «اے ابا محمد، کیوں؟» عرض کیا: آپ پر فدا ہو جاوں. میں آپ کے والد سے سنا جو فرمارہے تھے:

---

[1]- واضح ہے کہ امام مھدی علیہ السلام اپنے جد گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانند ہے. ان کے (جلد کا) رنگ سفید ہے، اور درمیانہ قامت کے ہیں، گھنے بھنویں... اور دیگر مطالب جو روایات میں مذکور ہیں، اور یہ خصوصیات جو اس روایات میں ذکر ہیں، ان کے نہیں.

قائم علیہ السلام کے سینہ اور کندھے کشادہ ہیں اور ان کے کندھوں کے مابین کشادہ ہے۔ انھوں نے فرمایا: «میرے والد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا زرہ پہنتے تھے اور ان کے برابر ہی تھا» (بصائر الدرجات، ص 208و209)

اس ترتیب سے، واضح ہوا کہ مھدی اول:

- ان کا نام: احمد

- ان کا نسب: آل محمد علیہم السلام سے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

- رہائش کی جگہ: بصرہ

- ان کی جسمانی اوصاف: اندر گئیں ہوئی انکھیں، بھنویں گھنے، ان کے کندھوں کے مابین کشادہ ہونا...

- ان کی الہی تحریک کا آغاز: مشرق کی طرف سے ہیں اور وہ امام مھدی علیہ السلام کے سیاہ پرچموں (والی فوج) کا سربراہ ہیں۔

- ان کے القاب: صاحب الامر، قائم و یمانی موعود

- ان کا مقام: خلفائے الہی میں سے ایک خلیفہ اور امامان اھل بیت علیہم السلام میں سے ایک امام۔

اور درج ذیل، ایسی خصوصیات ہیں جو اھل سنت، مھدی علیہ السلام کے لیے ذکر کیے ہیں وہی فرد جو آخر الزمان میں ان کی پیدایش کا منتظر ہیں۔ بعض روایات جو ان کی کتابوں میں ذکر ہیں:

دوسرا: اھل سنت کی کتابوں میں

الف: مھدی، وہ خلیفہ جو اللہ تعالی ان کو بھیجے گا اور ان کے امر کو ایک ہی رات میں تیار کرے گا۔

25- ابن ماجہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: «آپ کے خزانے کے پاس، تین افراد مریں گے وہ سب خلیفہ کے بیٹوں میں سے ہوں گے اور کسی کو بھی (خلافت) نہیں ملے گا۔ پھر سیاہ پرچموں والے مشرق کی جانب سے آئیں گے اور تم سے لڑیں گے اس طرح کہ کسی گروہ سے ایسا نہیں لڑے ہیں»۔ پھر ایک بات کی تذکرہ فرمایا جو میرے ذھن میں نہیں۔ پھر انھوں نے فرمایا: «جب ان کو دیکھوگے، ان سے بیعت کریں اگرچہ برفوں پر سینہ کے بل بھی جانا پڑے، کیونکہ وہ خلیفہ اللہ مھدی ہیں» زوائد میں کہا گیا ہے کہ اس روایت کا سند صحیح اور ان کے رجال ثقہ ہیں۔ اس کو حاکم مستدرک میں روایت کیا ہے اور کہا ہے: شیخین کے شرط کے حساب سے صحیح ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ج2، ص 1366)

26-ابن ماجہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مھدی ہم اھل بیت میں سے ہے. اللہ تعالی ان (کے امر) کو ایک ہی رات میں آمادہ کرے گا». (مسند احمد، ج 3، ص 37)

ب: مھدی علیہ السلام کا نام، حضور ﷺ کے نام اور ان کے والد کا نام حضور ﷺ کے والد کا نام ہے[1]:

27-ابن ماجہ: سعید بن مسیب کہتا ہے: ام سلمہ کے ہاں تھے. مھدی علیہ السلام کو یاد کیے. انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوں انھوں نے فرمایا: «مھدی فاطمہ کی اولاد میں سے ہے» (سنن ابن ماجہ، ج 2، ص 1368)

28-ابو داوود سجستانی: حضور ﷺ نے فرمایا: «اگر دنیا میں سے صرف ایک ہی دن باقی رہے» (راوی کہتا ہے: یہ عبارت بھی حدیث میں شامل ہے: «اللہ اس دن کو اتنا طول دے گا» اس عبارت پر اتفاق رکھتا ہے: «تاکہ مجھ سے ایک مرد بھیجا جائے گا» یا، «میرے اھل بیت میں سے ہے، ان کا نام میرے نام کی شبیہ ہے اور ان کے والد کا نام میرے والد کا نام ہے» اور حدیث میں یہ عبارت بھی موجود ہے: «زمین کو عدل و انصاف سے پر کرے گا جیسے کہ ظلم و جور سے بھر چکا ہوگا» حدیث سفیان میں آیا ہے: «دنیا ختم نہیں ہوگی اس وقت تک کہ عرب پر، میرے اھل بیت میں سے ایک مرد حکمرانی کرے، جس کا نام میرے نام کی شبیہ ہے...» (سنن ابو داوود، ج 2، ص 309)

ج: مھدی علیہ السلام خلیفہ یمانی ہے جو جنگوں کی سربراہی کرے گا

29- نعیم بن حماد مروزی: کعب کہتا ہے: مھدی علیہ السلام نہیں مگر قریش سے اور خلافت نہیں مگر ان کے درمیان، مگر یہ کہ ان کے اصل و نسب یمن میں سے ہے. (فتن، ص 231)

30- نعیم بن حماد مروزی: کعب کہتا ہے: یمانی ظاہر ہوگا اور قریش کو بیت المقدس میں مارے گا اور سب جنگیں ان کے ہاتھ میں ہیں (فتن، 237)

---

[1]- پوشیدہ نہیں کہ «یواطی» سے مراد تشابہ اور شباھت ہے اور آج کے مھدی احمد الحسن علیہ السلام، واضح طور پر جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے وعدہ کیے ہیں، ویسے ہی آئے ہیں؛ ان کا نام رسول اللہ ﷺ کے نام کی مانند یعنی «احمد» اور ان کے والد کا نام حضور ﷺ کے والد کا نام «اسماعیل» ہے. حضور ﷺ نے فرمایا: «میں دو قربانیوں کا بیٹا ہوں. عبداللہ و اسماعیل»

31- نعیم بن حماد مروزی: ارطاہ کہتا ہے: جمع ہو جائیں گے اور اس فرد کی طرف دیکھتے ہیں جو اس کی بیعت کی جاتی ہے اسی حال میں ایک آواز سنائی دے گی جو نہ کوئی انسان کی آواز ہے نہ جن کی: فلانی کے ساتھ ان کے نام پہ بیعت کریں، نہ اس گروہ کا ہے نہ دوسرے گروہ کا، لیکن وہ خلیفہ یمانی ہے (فتن، 241)

د: مھدی حسینؑ کی اولاد میں سے ہے اور ان (کی تحریک) کا آغاز مشرق میں سے ہے:

32- نعیم بن حماد مروزی: عبد اللہ بن عمر کہتا ہے: حسینؑ کی اولاد میں سے ایک مرد مشرق سے خروج کرے گا اگر پہاریں ان کے سامنے کھڑے ہو جائے، ان سب کو توڑے گا اور اس میں ایک راستہ بنائے گا (فتن، 239)

33- یوسف بن یحییٰ مقدسی شافعی: جابر بن یزید جعفی سے: امام باقرؑ نے فرمایا: «... اے جابر! مھدی حسین کی اولاد میں سے ایک مرد ہے جو کہ اللہ ان کے امر کو ایک ہی رات میں آمادہ کرے گا...»

امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ مھدیؑ کو وصف کرتے ہوئے فرمایا: «... کیا ان کو آپ کے لیے وصف نہ کردوں؟ ایام ہمارے لیے تقسیم کیے گئے ہیں اور ان کے وعدے ہمارے لیے لیے گئے ہیں اور ان کے گواھان ہماری طرف رجوع کریں گے. ہوشیار رہو، اھل حرم اللہ عزوجل ہمارے فضل کے خواہاں ہیں اور جو ہمارے بازگشت (رجعت) کو مانتا ہے، ہمیں دیکھے گا. آگاہ ہو جاو کہ وہ سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے شباھت رکھتا ہے اور ان کے نام رسول اللہ ﷺ کے نام ہے اور ان کے والد کا نام، ان (حضور ﷺ) کے والد کا نام ہے۔ محمد ﷺ کی بیٹی کی اولاد اور حسینؑ کے اولاد میں سے ہے۔ خبردار! ہر کوئی شخص جو اس کے غیر کی ولایت کو تسلیم کرے اللہ کی لعنت اس پر ہو». (عقد الدرر فی اخبار مھدی منتظر، ص 89-95)

34- ابن ماجہ: عبد اللہ کہتا ہے: جب حضور ﷺ کی خدمت میں تھے، بنی ہاشم کے جوانان آئے، جب حضور ﷺ ان کو دیکھا، ان کے آنسو بہنے لگے اور ان کی رنگ تبدیل ہوگئی. (راوی) کہتا ہے: میں نے عرض کیا: آپ کی چہرہ میں ناخوشی دیکھ رہا ہوں. انھوں نے فرمایا: «ہم وہ اھل بیت ہیں جو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے آخرت کو دنیا پر ترجیح دیا ہے. میرے اھل بیت، میرے بعد بلاکے دچار اور تنہا ہو جائیں گے، اس وقت تک کہ مشرق میں سے ایک گروہ آئے گا جو سیاہ پرچموں کے ساتھ ہے. خیر اور نیکی کو طلب کریں گے، لیکن ان کو نہیں دیں گے، وہ لڑیں گے تا کہ فتیاب ہو جائیں گے، جو مانگے تھے ان کو دیے جاتے ہیں لیکن اس کو قبول نہیں کریں

گے، اس وقت تک کہ اس کو میرے اھل بیت میں سے ایک مرد کے حوالے کریں گے جو کہ زمین کو عدل و انصاف سے پر کرے گا جس طرح ظلم وجور سے بھر چکا ہوگا. کوئی بھی شخص اس دور میں ہو ان کی طرف بڑھے اگرچہ سینہ کے بل برفوں پر جانا پڑے». (سنن ابن ماجہ، ج 2، ص 1366)

35- متقی ھندی: محمد بن حنفیّہ کہتا ہے: ایک دن علی بن ابی طالب علیہ السلام اپنے محفل میں فرمایا: «...اس اللہ کی قسم جو دانہ کو توڑا اور انسان کی تخلیق فرمایا، بنی امیہ کی سلطنت ثابت رہے گی تا ان کا زندیق (کافر) حکمرانی کرے گا... ان میں سے ایک بغیر ڈاری والا فرد ہوگا جس کا نام «خلیع» ہے اور شام کے تمام لوگ اس کی بیعت کریں گے. پھر... جزیرہ کی طرف سے بتوں کے شہر سے اس کی طرف (کوئی) آئے گا. خلیع اس کے خلاف جنگ کرے گا اور گنجینوں پر قابض ہوگا، اس کے ساتھ دمشق سے حران تک لڑے گا. وہ پہلے والے جابرین کی مانند برتاو کرے گا. اللہ آسمان سے اس کے کرتوت کی وجہ سے غضبناک ہوگا. اللہ ان لوگوں کی طرف ایک جوان مشرق کی طرف سے بھیجے گا جو اھل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف پکارے گا وہ مظلوموں کے سیاہ پرچموں کے اصحاب ہیں. اللہ ان کو عزت دے گا اور ان کی نصرت کرے گا. کوئی فرد ان سے نہیں لڑے گا مگر یہ کہ وہ ان لوگوں کو نیست و نابود کرے گا...» (کنز العمال، ج 14، ص 596)

5- ان کی عمر اور جسمانی خصوصیات

36- نعیم بن حماد مروزی: عبد اللہ بن حارث کہتا ہے: مھدی علیہ السلام خروج کرے گا جبکہ چالیس سال کا ہوگا، جیسے کہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی ہے (فتن، ص 225)

37- نعیم بن حماد مروزی: علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: «وہ قریش کا ایک جوان ہے، انسان ہے (گوشت اور کھال سے) اور مردوں میں سے ہے...» (فتن، ص 226)

38- عجلونی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: «مھدی میری اولاد کا ایک فرد ہے. ان (کے کھال) کی رنگ، عربی رنگت کی ہے اور ان کی جسامت اسرائیلی ہے. ان کے سیدھا ہاتھ والا گال پہ خال ہے. چمک دار تارے کی طرح درخشان ہے. زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح ظلم سے بھر چکا ہوگا. ان کی دور خلافت میں، زمین کے لوگوں اور اھل آسمان اور ہوا کے پرندے راضی ہوں گے» (کشف الخفاء، ص 288)

آخری کلام:

جو بیان ہوا، 110 قسم کے قراین (شواھد) مسلمانوں (شیعہ اور اھل سنت) کے منابع میں سے تھے جو صرف نمونہ کے طور پر لائے گئے ورنہ روایات کی تعداد بہت زیادہ ہیں. تو اس کے بعد، اے مسلمانوں کس چیز کے منتظر ہو، تا اپنے رسول محمد ﷺ کی وصیت کی تصدیق کرے، «گمراہی سے بچانے والی تحریر»؛ وہی وصیت جس کو امت محمد ﷺ کے مھدی علیہ السلام اور ان کے یمانی موعود احمد الحسن علیہ السلام نے دلیل کے طور پر پیش کیا. جو روایات میں مذکور ہیں ان پر منطبق ہیں؛ نام، نسب، رہنے کی جگہ، ان کی خصوصیات اور تمام چیزیں جو اسی سے تعلق رکھتے ہیں! ان سب کے باوجود، اپنے علم سے دلیل لائے؛ وہ علم جو ان کی متعدد کتابوں میں آئے ہیں وہ کتابیں جس میں تمام آسمانی رسالتوں کے پیروکاروں کے متشابہات کو محکم کر دیا ہے. ان سب سے پہلے ان کی طرف اللہ کی گواہی، ہزاروں رویای صادقہ (سچے خوابوں) کے ذریعہ، محمد ﷺ و آل محمد علیہم السلام اور نبیوں علیہم السلام اور مقرب فرشتوں اور اللہ کے شایستہ بندوں کے واسطہ سے ہیں جو ان کی حقانیت اور سچائی پر دلیل اور ان کی تبعیت کرنے کا حکم ہے.

اگر ان تمام دلیلوں اور نشانیوں کے باوجود اسے رد کرے، پھر کیسے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہو!!!

خدا آپ پر نظر رحمت کریں. جاگ جائیں!

وصلی اللہ علی محمد وآل محمد الائمہ والمھدیین وسلم تسلیماً

اور اللہ کے صلوات و درود محمد و آل محمد ائمہ اور مھدیین پر ہو!